رجسٹرڈ ایل (بابت ماہ نومبر ۱۹۱۶ء) نمبر ۹۰۸

اردو ترجمہ اسلامک ریویو لنڈن نمبر

معروف بہ

جلد (۲) نمبر (۱۱)

اشاعت اسلام

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی-اے — مسلم مشنری — مولوی صدر الدین بی-اے بی-ٹی

اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ آپ رسالہ ہذا کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار (۱۰۰۰۰) اشاعت خریدار ووکنگ مشن [illegible] ہے۔

قیمت سالانہ — تین روپے (۳)

خرچ کی ... وار ہو سکے ...

فہرست مضامین

ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء

(۱) شذرات	(۲) ... ووکنگ میں پادریوں سے بحث ۴۷۵
(۳) میں نے ووکنگ میں آکر کیا دیکھا ۴۸۲	(۴) اسلام پر حملے ۴۸۵
(۵) عورت کی حالت ۴۸۶	(۶) نئے ... کا زمانہ ۴۹۹
(۷) عید الضحیٰ ۵۱۰	(۸) سیرت نبوی ۵۱۲

(۹) شرک اور اس کی سزا ۵۱۷

[illegible]
مطبع یونین پریس ... باہتمام ... طبع

اس ماہ میں بھی چھ نئے اشخاص ووکنگ مشن کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوئے جن میں سے ایک صاحب جزیرہ ٹرینیڈاڈ کے رہنے والے ہیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ باقی کے اسمار حسب ذیل ہیں:۔ مس ایڈتھ سمتھ ...... اسلامی نام .... راحت

مس میری .... اسلامی نام..... رشیدہ

مس ایکلی لیوکس .... اسلامی نام ..... رحمت

سارا ہیملٹن .... اسلامی نام..... رحمت

مارگریٹ رین..... اسلامی نام..... معلوم نہیں ہو سکا

ان میں سے سارا ہیملٹن کا اعلان برٹش ویسٹ افریقہ کے علاقہ ڈہیو واقعہ سیرالیون سے آیا ہے

اسی رسالہ میں دوسری جگہ "میں نے آکر کیا دیکھا" کے عنوان سے جناب خواجہ صاحب کی چٹھی درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو سالوں میں جو خواجہ صاحب باہر رہے کس قدر انقلاب عظیم انگلستان میں ان خیالات میں واقع ہوا ہے جو اسلام کی طرف لوگوں کے تھے۔ وہاں کے وسطی طبقہ میں اسلام کے متعلق ایک گہری دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ اور لوگ خود بخود اسلام سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ نومسلمین کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ نمازوں میں بھی ایک نیا رنگ نظر آتا ہے یعنی انگریز نومسلمین کی تعداد اب ان مسلمانوں سے زیادہ نظر آتی ہے جو دیگر ممالک سے وہاں گئے ہوئے ہیں جیسے ہندوستانی یا مصری یا ایرانی وغیرہ۔ یہ خدا کا احسان ہے کہ نومسلمین عملی رنگ میں اسلامی زندگی اختیار کر رہے ہیں۔ اور کفارہ کے عقیدہ کو ترک کرنے کے ساتھ انھوں نے یہ بھی سمجھ لیا ہے کہ قوائے روحانی کی تکمیل اسی طرح جد و جہد کی محتاج ہے جس طرح قوائے جسمانی کی تکمیل +

عید الضحیٰ کی نماز ووکنگ میں ۸ ر اکتوبر کو ہوئی اور دو سو سے زائد اسلامی بھائی شریک نماز ہوئے جن میں نصف اس سے کچھ زائد نومسلم انگریز تھے۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لیئے ایک سو کے قریب دوسرے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ جن میں اخبارات کے نامہ نگار اور فوٹو گرافر بھی تھے

اور حسب معمول تصویریں اور حالات اخبارات میں شائع ہوئے۔ خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے جو خواجہ کمال الدین صاحب نے پڑھا اخبار ووکنگ نیوز اینڈ میل رقمطراز ہے کہ اُنھوں نے ایک ہلا دینے والا نہایت ہی مؤثر اور فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور ایک گھنٹہ سے زیادہ تک سامعین کو محو حیرت بنائے رکھا +

مولوی صدرالدین صاحب کی صحت کی حالت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ گو ابھی کلی صحت نہیں۔ اور اب وہ ترجمہ و تفسیر قرآن کے طبع کے انتظام میں شب و روز مصروف ہیں۔ جو امید ہے اگر کوئی رکاوٹ درمیان میں حائل نہ ہوگئی تو دسمبر کے مہینہ میں چھپکر مکمل ہو جائیگا بلاکوں کی تیاری نے طبع کے کام کی مشکلات کو کئی گنا زیادہ کر دیا ہے اور یہی وجہ اس قدر دیر ہو جانے کی بھی ہے۔ ورنہ آج سے چھ ماہ پیشتر شائع ہو چکا ہوتا۔ پھر ساتھ ساتھ کچھ جنگ کے مشکلات بھی ہیں۔ بہرحال امید ہے کہ مولوی صدرالدین صاحب جب عنقریب ہندوستان تشریف لائیں گے تو ساتھ کچھ جلدیں قرآن کریم کی بھی لیتے آئیں گے +

ووکنگ میں پادریوں سے بحث

آخرش یہاں کے پادریوں کو اب اِس اسلامی مشن کی کامیابی سے تشویش شروع ہو ہی گئی اور ان کے لیئے کس بات کی کمی ہے۔ دولت وغیرہ سب ان کی مٹھی میں ہیں۔ اُنھوں نے پوری کوشش مخالفت کی شروع کر دی ہے۔ مجھے چونکہ عرصہ سے اشاعت و ترقی اسلام کا جنون ہے میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے ہندوستان کے بھائیوں کو آگاہ کر دوں کہ مشن کے لیئے نازک وقت آچلا ہے۔ اور ابھی تو ابجد ہی ہے۔ ابھی بہت کچھ آگے معرکے سر کرنے ہونگے۔ مقابلہ بہت سخت ہے مسلمان غریب ہیں۔ اور غربت و افلاس صرف دولت کا نہیں۔ ہر طرح کا مقابلہ میں ایک نہایت منتظم جماعت ہے جس کے پاس دولت حکومت ثروت حشمت سب ہی کچھ ہے۔ بس ہمارے پاس جو کچھ ہے خود اسلام کی صداقت اور حبیب اللہ صلعم کی بے لوث زندگی ہے ورنہ اور تو تاریکی۔ تلاطم پادر مخالف سب کچھ ہے جس سے اس کشتی کو سابقہ ہے۔ ہر طرح ہماری حالت

میرے اس شعر کے مطابق ہے ؎

اندھیرا ہے۔ تلاطم ہے۔ ہوائے تند ہے لیکن
ہمیں ڈر اے محمدؐ کیا ہمارے ناخدا تم ہو

پچھلے اتوار سے پہلے اتوار مولوی صدر الدین صاحب کی طبیعت ناساز تھی اس لیئے وہ مسجد نہیں گئے۔ صادق ڈڈلے رائٹ صاحب (Dudley Right نومسلم) کا لکچر مسجد میں تھا بعد ختم لکچر حسب دستور اعلان کیا گیا۔ کہ جس کو جو کچھ سوال کرنا ہو کرلے۔ ایک ہندوستانی شخص کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ ہم ان فیڈل (Infidel) کس کو کہتے ہیں۔ میں نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔ میں سمجھا کہ یہ کوئی شخص ہندو ہے اور اس لیئے اُس نے ایسا سوال کیا ہے۔ پھر اُس نے سیل (Sale) کے ترجمہ سے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی جس میں ارشاد تھا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اُس نے کہا آپ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت عیسےٰ و موسےٰ کی وقعت کرتے ہیں۔ قرآن میں یہ حکم موجود ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک کی پوری آیت پڑھیئے۔ اور دیکھیئے کہ کیا مراد ہے۔ جن عیسائیوں اور یہودیوں نے کوئی دقیقہ مسلمانوں کو تنگ کرنے۔ مارنے کا اُٹھا نہیں رکھا تھا اُن کی دوستی سے مسلمان منع کیئے گئے۔ ورنہ قرآن پاک میں بار بار نام لے لے کر ہدایت ہے کہ حضرت موسےٰ اور عیسےٰ اور اور پیغمبروں کی ہم کو تکریم کرنی چاہیئے۔ اسی درمیان میں مولوی صاحب خود باوجود بیماری کے پہنچ گئے۔ اس لیئے کہ اُن سے ایک نومسلم نے کہدیا تھا کہ "پادری ایک ہندوستانی کو لے کر آئیں گے۔ وہ سمجھے کہ اگر وہ آپ نہ گئے تو اُن لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا کہ مولوی صاحب پادریوں کے ڈر سے بیمار بن گئے۔ مولوی صاحب نے جواب دینے شروع کیئے۔ وہ ہندوستانی پادری سوالات اور اعتراضات لکھ کر لایا تھا۔ قرآن کریم سے آیتیں سیل کے ترجمہ کی پڑھتا تھا۔ کہ قرآن نے قتل کا حکم دیا۔ رسول اللہ خود لڑائیاں لڑے۔ اور کہ رسول کریم صلعم نے خود اپنے گناہوں کی توبہ کی۔ جس کے معنے یہ کہ نعوذ باللہ حضورؐ خود گنہگار تھے۔ مولوی صاحب نے سب کا جواب معقول دیا۔ آخر اعتراض کی بابت یہ بھی کہا کہ ہم لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ کُل پیغمبر بے گناہ ہیں۔ اور رسول اکرم صلعم بھی بالکل بے گناہ ترجمہ میں غلطی کی گئی ہے ہمارے پاس اصلی قرآن موجود ہے جو ہرگز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کو گنہگار نہیں کہتا۔

پھر سائل نے معاشرتی مسئلہ اُٹھایا۔ کہ مسلمان تعدد ازدواج کو روا رکھتے ہیں۔ یہاں اگر کسی نے شادی کی تو اُس کو ہندوستان میں اسلامی قانون تسلیم نہیں کرتا اور لڑکی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ عورتوں کی بالکل تعلیم نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے اِن باتوں کا بھی معقول جواب دیا۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ تعلیم ہندوستان میں مردوں میں بھی کم ہے۔ اور قبل آزاد اور جبری تعلیم کے یہاں انگلستان میں بھی تعلیم کی بہت کمی تھی اسلامی قانون تو جو عقد اعلان کے ساتھ نصاریٰ و یہود سے ہوں ان کو بھی قبول کرتا ہے۔ اُس شخص نے ایک اردو رسالہ بھی دکھایا جس میں خواجہ صاحب کی تصویر تھی اور شاید اُسمیں اُن پر تکفیر کے فتوے تھے +

اُس شخص کا محض مطلب یہاں کے لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنا تھا۔ دو انگریز اُسکی حمایت پر اُس کے ساتھ تھے اور بیچ بیچ میں وہ بھی کلام کرتے جاتے تھے۔ لیکن آخر وہ لوگ یہ کہکر چلے گئے۔ کہ اب ہم کو کام ہے۔ بعد کو حال معلوم ہوا۔ کہ یہ ہندوستانی اور یہاں کے پادری گھر گھر گھومتے رہے اور لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اسکا بھی شاید اعلان کر دیا تھا کہ اس اتوار کو وہ مسجد آکر سوالات کریں گے۔ اور اسی لئے مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی تھی الحمدللہ کہ اُن کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اُنکی فتنہ پردازی کا کچھ بھی اثر نہیں ہؤا۔ لیکن جو حالات معلوم ہوئے اُن سے اُس کا اندازہ بخوبی ہو گیا کہ اب یہاں کے پادریوں کے دلوں میں وحشت بہت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی ابتدا بھی شاید اس قصہ سے ہوئی +

ووکنگ کے ایک خاندان نومسلم جس میں پانچ شخص ہیں۔ اُن کی تصویر ہمارے اسلامی ریویو کے رسالہ جولائی نمبر میں چھپی تھی اس گھر کی خاتون نے وہ رسالہ اپنی ماں کو جو کسی دوسرے قصبہ میں رہتی ہے بھیجا۔ اُن کی ماں بہت پریشان ہوئی۔ فوراً اپنے پادری کے پاس گئی۔ اُس سے خط لکھوایا۔ اور اپنی لڑکی کو خود بھی خط لکھا۔ کہ میں اب تم سے مطلق واسطہ نہ رکھوں گی۔ اور اپنی وصیت میں بھی یاد نہ کروں گی۔ پادری نے لکھا کہ وہ اتفاق سے

ایک دن یہاں مسجد میں آیا تھا۔ عیسےٰ کو خدا یہ لوگ نہیں مانتے اور چونکہ شیطان عقل کے ذریعہ سے کام کرتا ہے اس لیئے ان کے لکچر مؤثر ہوتے ہیں۔ اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔ یہ بھی معلوم ہؤا کہ یہاں کے پادریوں کو بھی اب اس طرف توجّہ دلائی گئی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ لوگ مسلمان ہوتے جاتے ہیں اور کوئی تدارک نہیں ہوتا۔ اُس کا نتیجہ یہ کہ یہ ہندوستانی شخص جس کا نام ڈینیل علی تھا گلاسگو سے خاص کر بلایا گیا تھا۔ اور اس اتوار کو یہاں لایا گیا۔ معلوم ہؤا کہ چارشنبہ کو گرجا کے باہر اُس سے لیکچر بھی دلوایا گیا اور اُس میں اُس نے اپنے نزدیک اسلام کی بہت سی خرابیاں خصوصاً عورتوں کے متعلّق بیان کیں +

پچھلے اتوار کو پھر وہ شخص معہ متعدّد اور انگریزوں سے جن میں کہ دو انجیل کے ماہر کہے جاتے ہیں آیا۔ یہ بھی معلوم ہؤا کہ وہ ہفتہ بھر اُن سب لوگوں کے یہاں جاتا آتا رہا جو مسلمان ہوگئے ہیں یا جو یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس اتوار کو ایک بہت ہونہار اور شریف الخاندان سید احسان البکری کا وعظ تھا۔ جب وہ یہاں آئے تو اُن سے کہدیا گیا تھا۔ کہ شاید معترض لوگ آویں۔ اُن کے جواب کے لیئے بھی سوچ رکھیں۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے وعظ کا موضوع ہی قرآن پاک کی ایسی آیتیں قرار دیں جن میں عورتوں کا بھی ذکر آجاوے۔ اور نہایت فصاحت اور جوش سے تقریر کی۔ جس کا اثر سامعین پر اچھا پڑا۔ حسب معمول جب سوالات کو کہا گیا تو اُس شخص نے پھر سوالات شروع کیئے کلکتہ کی مردم شماری کی شاید رپورٹ تھی جس سے اُس نے پڑھا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد کے بڑھنے کی وجہ تعدد ازواج ہے۔ اس پر عرصہ تک بحث رہی۔ سید احسان البکری صاحب نے سمجھایا۔ کہ تعدّد ازواج ہر ملک میں ہر وقت رائج رہا اور اب بھی ہے۔ جو ملک اپنے کو محض ایک عورت سے عقد کے قانون کا پابند سمجھے ہوئے ہیں اُن میں بھی عملاً ایک مرد کا متعدّد عورتوں سے تعلق ہوتا ہے وہ خرابی کئی عورتوں سے نکاح کرنے کے مقابلہ میں بہت قبیح و مضر ہے۔ اور وہ ہر عیسائی مقام میں حد سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اُس نے قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ پڑھا جس سے اُس نے پردہ کے رواج کو دکھایا۔ مولوی صاحب نے اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی۔ پھر اُس نے تقدیر وغیرہ کے مسئلہ کی آیتوں کا غلط ترجمہ پڑھ کر اُن سے استدلال کیا پچھلے اتوار کے سوالات کو پھر دوہرایا اور یہ کہکر کہ وہ لنڈن جا کر اپنے مسلمان دوستوں سے یہ پوچھ آیا ہے کہ سیل کا ترجمہ بہت صحیح ہے

اور اُس میں جو رسول اللہ صلعم کے گنہگار ہونے کا ذکر ہے وہ بحوالہ مفسرین قرآن مثل بیضاوی وغیرہ کے ہے۔ اُس پر دیر تک بحث رہی۔ وُہ خود اپنی کمزوری محسوس کرتے تھے۔ اس لیئے کہ مولوی صاحب بیچ بیچ میں انجیل کی اپنی واقفیت کا ثبوت بھی دیتے رہتے تھے۔ مولوی صاحب نے ایک مرتبہ یہ بھی سوال کیا تھا۔ کہ حضرت عیسٰےؑ نے تو اپنے آپ کو نیک کہے جانے سے بھی یہ کہکر روکدیا تھا کہ صرف ایک خدا ہی نیک کہا جاسکتا ہے میں نے بھی کھڑے ہوکر یہ کہا تھا۔ کہ عیسائیوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ ہر انسان جو عورت سے پیدا ہو وہ گنہگار ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اور قسمت کی پابندی کیا ہوسکتی ہے۔ آخر ش اُس شخص نے پھر وہ رسالہ اردو کا نکالا اور اس کا ترجمہ لوگوں کو سُنایا کہ خواجہ کمال الدین قادیانی مرزا غلام احمد جو اپنے کو مسیحا کہتے تھے اور جو ہیضہ سے فوت ہوئے معتقد ہیں۔ اُن کو لوگ مسلمان مانتے ہی نہیں۔ اس لیئے یہاں جو لوگ مسلمان ہوں وُہ کہیں کے نہیں رہتے۔ ہندوستان کے مسلمان اُن کو بھی مسلمان نہیں مانتے اُس نے لوگوں کو یہ بھی سُنایا۔ کہ خواجہ صاحب روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ خواجہ صاحب اپنی چلتی ہوئی وکالت چھوڑ کر خود اپنے روپیہ سے یہاں آئے تھے۔ یہاں مصری اور ترکی اور عربی اور ایرانی سب مسلمان اُن کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ لیکن وہ بار بار کہے کہ اس رسالہ کا کیا جواب ہے۔ سید احسان البکری صاحب نے بھی کہا۔ کہ میں تو مصری ہوں اسلام سب کا ایک ہے۔ مگر وہ شخص بار بار خواجہ صاحب کے قادیانی ہونے کا ذکر کرتا رہا۔ تب مینے کھڑے ہوکر کہا کہ میں تم کو اس کا چیلنج دیتا ہوں کہ تم ثابت کرو کہ میں مرزا غلام احمد کو مسیحا مانتا ہوں اسلام میں سوال شخصیت کا نہیں ہے۔

رسول اللہ صلعم نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ حضرت ابراہیم بھی مسلمان تھے۔ وہ اس سمت پٹایا تو کہنے لگا۔ کہ مُسلمان ہندوستان میں جوتا پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔ یہاں یہ لوگ پڑھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے سمجھایا کہ رسول اللہ صلعم نے خود جوتے کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ نماز میلے اور گندے جوتے کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔ اُس نے کہا کہ وہاں ہندوستان میں تو اس قدر احتیاط ہے کہ یورپین لوگ جب مسجد میں جاویں تو اُن کے جوتے کے اوپر سلیپر پہنا دیئے جاتے ہیں احسان البکری صاحب نے کہا کہ اس سے ظاہر ہے کہ نفس غلاظت وغیرہ سے احتیاط کیجاتی ہے

کہ گندے جوتے مسجد میں نہ جاویں۔ ہم لوگ یہاں بھی اور لنڈن میں بھی اکثر جوتا اُتار کر نماز پڑھتے ہیں۔ عیدوں کی تصاویر بھی موجود ہیں +

اُس نے پھر حوروں وغیرہ کے متعلق سوالات کئے سید البکری صاحب نے اسکا بھی جواب دیا تب اُس نے کہا کہ تم لوگ پورا اسلام یہاں کے لوگوں پر ظاہر ہی نہیں کرتے۔ جو لوگ مسلمان ہوتے ہیں اُن کے پاس قرآن نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ابھی یہ لوگ تو اسلام کے اوّل اصولوں سے واقف ہوئے ہیں۔ بعض کے پاس قرآن کریم ہے۔ بعض کو بیشک ابھی پورا قرآن شریف نہیں معلوم کتنے عیسائی ہیں جن کو بائیبل (انجیل) نہیں معلوم۔ اسکا جواب جو اُس کے ساتھ کے انگریز نے دیا وہ کم سے کم میرے لیئے بہت دل شکن تھا۔ اور وہ یہ کہ دُنیا میں کوئی عیسائی نہیں جس کے پاس ایک جلد انجیل کی نہ پُہنچائی گئی ہو +

جب اُن لوگوں سے انجیل کی اس آیت کے معنے بتانے کی فرمائش کی گئی کہ جہمیں حضرت عیسٰے نے کہا کہ جو بی بی وغیرہ کو اُن کے لیئے چھوڑے اُس کو اس دنیا میں اور آئندہ دُنیا میں (manifold) متعدّد بیبیاں وغیرہ ملیں گی تو وہ ایک معمُولی سا جواب دے کر اور دو ڈھائی گھنٹہ کی بحث کے بعد چلتے ہوئے۔ مگر میں صاف کہتا ہوں۔ کہ میرے دِل کو کسی قدر مغموم ضرور چھوڑ گئے۔ خدا نخواستہ اس وجہ سے نہیں کہ مجھے یہاں اشاعت اسلام کے کام سے کوئی بیدلی ہوئی۔ نہیں میں تو صرف ان دو میں سے ایک مسلمان ہوں جن کو اشاعت کا جنوں تھا جنھوں نے بارہ برس ہیشتر یہ دعوے کیا تھا۔ اور اپنے ایک رسالہ میں لکھ بھی دیا تھا۔ کہ نہ صرف انگلستان بلکہ کل عالم اسلامی اصولوں کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ خواہ وہ مذہبی ہوں معاشرتی ہوں اخلاقی ہوں ملکی ہوں یا کوئی ہوں۔ انگلستان میں اشاعت اسلام کی کوشش پر مجھے حسب معمول میرے ہندوستانی مسلمان بھائیوں نے مجنون کہا تھا۔ اور اسوقت سُہروردی صاحب اور میرے واپس جانے پر یہاں یہ کام رُک بھی گیا تھا۔ اب تو خدا خواجہ کمال الدین اور مولوی صدرالدین صاحبان کو جزائے خیر دے۔ ان لوگوں نے پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ سُہروردی اور مشیر مجنوں نہ تھے۔ اور ابھی کیا ہے۔ ابھی انشاء اللہ ان جزیروں میں اسلام کو اور ترقی ہو گی۔ مجھے اس کا یقین

واثق ہے۔ گو میرا دل اب یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام کو بحیثیت قوم کے اختیار کرنیوالی یہ قوم نہ ہوگی بلکہ کوئی دوسری۔ لیکن پھر بھی یہاں اسلامی اصول اپنے کو منوا ہی کر چھوڑیں گے +

میرے قلب کو اس انوار کے مباحثہ سے جو تبدیلی ہوئی وہ قرآن پاک اور انجیل کی اشاعت کی بحث سے ہوئی ہے +

کل دُنیا میں صرف ایک مثل مسلّا اُسکی بھی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن پاک کے اسلامی ترجمہ (عربی متن کے ساتھ اس لیئے کہ میں عربی متن کو لازمی اور اشد ضروری سمجھتا ہوں) متعدد یورپی زبانوں میں مع مختصر تفسیر کے شائع کرنا تو درکنار۔ ابھی وقت اس قدر استطاعت بھی نہیں رکھتی کہ اُن ڈیڑھ دوسو مسلمانوں کو راڈول وغیرہ ہی کے ترجمہ کردہ قرآن کی جلد ایک ایک بھیج سکا کریں جو اسلام اختیار کرتے ہیں۔ عیسائی انتظام کا یہ حال ہے کہ واقعی دُنیا میں شائد ایک عیسائی بھی نہ ہو جسکے پاس انجیل موجو نہ ہو خواہ وہ کوئی زبان بولتا ہو۔ اور خواہ وہ کہیں کا رہنے والا ہو۔ عیسائی تو عیسائی ہم سب کو تجربہ ہے کہ ہندوستان میں اور یہاں کبھی کسی کا نام گزٹ وغیرہ میں ایف۔ اے یا بی۔ اے یا بیرسٹری یا وکالت میں نکلا اور ایک خوبصورت جلد کی سُنہری کنارے کی انجیل اُس کے پاس پہنچ گئی۔ اور بالکل اس طرح سے جیسے وحی خود بخود آسمان سے اُتر آئی ہے۔ بھیجنے والے وغیرہ کا نام بھی نہیں معلوم ہوتا۔

دُنیا میں صرف ایک کتاب آسمانی بلا تحریف و تبدل آج موجود ہے وہ قرآن پاک ہے دُنیا میں خالق کون و مکان کی حمد کی بہترین کتاب انسانی اخلاق کے لیئے بہترین دستور العمل قرآن پاک ہے۔ مذہب اسلام بلکہ دُنیا کے ہر مذہب کا بہترین حصہ اسی کتاب پاک میں موجود ہے مسلمان ماشاءاللہ دُنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ جس قدر مسلمانوں کو اپنے مذہب سے محبت ہے جس قدر مسلمانوں کے دل میں کلام الٰہی کی عظمت ہے۔ دُنیا کے کسی دوسرے مذہب میں اُس کی مثال نہیں۔ پھر بھی قرآن پاک کی اشاعت ان تحریف شدہ اناجیل کے مقابلہ میں جو رائج کیا ہے۔ بہت ہی بہت کم +

والسلام۔ مشیر حسین قدوائی۔

اوکنگ

میں نے ووکنگ میں آکر کیا دیکھا

اسلامی مشن ووکنگ کی کارروائیاں نہ سُننے نہ تخیل بلکہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ یہی میرا ہمیشہ خیال رہا۔ اور یہی میں نے یہاں آکر محسوس کیا۔ ان دو سالوں میں جس قدر اسلام کو ان جزائر میں خدا نے کامیابی دی وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ ہمارے بھائی اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اس ہفتہ کی ڈاک کس قدر قبولیت اسلام کی خبر لاتی ہے۔ حالانکہ اس معاملہ میں بھی خدا کے فضل و کرم سے ووکنگ مشن پر کچھ کم نہیں۔ لیکن جس بات نے مجھے حیران کر دیا وہ دلچسپی ہے جو اسلام کے متعلق یہاں کے اعلے و وسطی طبقہ میں پیدا ہو رہی ہے۔ ۲۶۔ ستمبر کو میں یہاں پہنچا ۲۹ کو جمعہ یکم اکتوبر کو اتوار ہیں۔ اتوار کے دن اپنے معمولی مقامی جلسہ کے علاوہ بمقام کلیپ ہم انجمن سپر چولسٹ کی طرف سے دعوت پر گئے۔ ۷۔ اکتوبر کو علاوہ جمعہ کے شام کے وقت بمقام چیرنگ کراس ایک مشہور ہوٹل میں لارڈ ہیڈلے بالقابہم کے لکچر بعنوان "اخوت فی المذاہب" تھا جہاں مجھے بحیثیت پریزیڈنٹ شامل ہونا تھا۔ پھر ۸۔ اکتوبر کو عید الضحےٰ تھی۔ الغرض ان دس بارہ دنوں میں مجھے چھ پبلک مواقع میں شریک ہونے اور حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ جس بات نے مجھے حیران کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ابتدا میں جب کبھی ہم نے جلسہ کیا اُس میں زیادہ تر ہندوستانی بھائی یا مصری ترکی ہوا کرتے تھے اور یورپین چہرے خال خال نظر آیا کرتے تھے۔ لیکن ان جلسوں کی صورت میں نے بہت حد تک بدلی ہوئی پائی۔ ہر جمعہ کی نماز میں مجھے معقول تعداد انگریز مسلمانوں کی نظر آئی۔ میرے پہلے جمعہ میں ½ سے زیادہ مسلمان یورپین مرد و زن تھے +

چیرنگ کراس کا جلسہ جس کی کامیابی کا سہرہ ہمارے بھائی شیخ مشیر حسین قدوائی سیکرٹری سنٹرل اسلامک سوسائٹی کے سر پر ہے۔ میرے لیئے بہت سی دلفریبیوں کا موجب تھا۔ لارڈ موصوف لکچرار اور میں پریزیڈنٹ۔ سامعین میں معزز شرفاء اسلام۔ مثلاً مرزا عباس علی بیگ۔ مسٹر قادر بھائی بیرسٹر بمبئی۔ مسٹر یوسف علی سابق ڈپٹی کمشنر۔ مسٹر عرفان علی بیرسٹر کلکتہ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ جلسہ جس میں سو سے کہیں زیادہ سامعین تھے۔ اُن میں ¾ سے بہت زیادہ

خالص انگریز تھے۔ اور ہمارے نَو زاد مسلمان بھائی خال خال نظر آتے تھے۔ گویا مینے یہاں آکر رنگ بالکل پلٹا ہؤا دیکھا عید کے موقعہ پر بھی یہی کیفیت تھی۔ تین سو کے قریب یہاں کا مجمع تھا۔ اور کسی صورت میں نصف سے کم یورپین یا انگریز نہ تھے۔ پریس کے رپورٹر اور پریس کی طرف سے فوٹوگرافر بھی موجود تھے۔ عید کے دن ایسے ہی چیرنگ کراس والے جلسے کے دن جلسوں کے خاتمہ پر جو موقعہ سامعین سے گفتگو کا ملا اُس سے معلوم ہؤا کہ کس قدر حق طلبی کی پیاس اب بھی یہاں موجود ہے*

ہمارے وعظ و خطبات ان لوگوں کے سامنے ایک نئے الہام کا کام دے رہے ہیں یعنی یہ وہ باتیں سُنتے ہیں جو اُنھوں نے اپنے ہاں نہیں پائیں۔ اور اُنھیں یہ اعتراف ہے کہ مذہب کی حقیقت جو ہمارے ذریعہ قرآن اُن کے سامنے پیش کر رہا ہے وہ اس علم اور عرفان سے بہت اعلےٰ وارفع ہے۔ جو انھیں مغرب میں کلیسا سے ملا ہے۔ کیا شان ربی ہے۔ کہ عیسائی ملک اور اُن میں کا ایک طبقہ جو اپنے آپ کو ایک سپرچولسٹ کہلاتا ہے۔ وہ اتوار کی شام کو اپنا گرجا کرے۔ اُن کے ممبر یا اُن کا پریزیڈنٹ ہو اُس کے اصنی طرف مولوی صدرالدین ہوں اور بائیں طرف خواجہ کمال الدین۔ مولوی صاحب دُعا (سورۃ فاتحہ) سے گرجا کو شروع کریں۔ اُس کے بعد وہ لوگ خدا کی حمد گائیں جس میں نام تک مسیح یا کفارہ کا نہ ہو۔ اُس کے بعد پھر مولوی صدرالدین چند آیات قرآنی کی معہ ترجمہ تلاوت فرماویں اُس کے بعد پریزیڈنٹ چند فقرات دُعائیہ کہکر خُطبہ کے لیئے مجھے کہے اور میں ایک اسلامی وعظ کروں جس میں اُنھیں تلقین کروں کہ حقیقی وحدانیت ہم سے لو۔ اس کے بعد پھر حمدیہ گیت گائے جائیں۔ اب خدا کے لیئے بتلاؤ یہ ایک گرجا ہے یا جلسۂ وعظ یا جلسۂ مولود شریف ہے جس میں آخر ہمارے ہاں بھی نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور حمد گائے جاتے ہیں۔ آنکھ بند کر و اپنے احول اور نواحی حالات کو نظر انداز کرکے تخیل کے ذریعہ اس نقشہ کو تصور میں لاؤ۔ پھر دیکھو کہ اسلام کیا کر رہا ہے۔ اس وعظ کا جو سپرچولسٹوں میں ہؤا یہ نتیجہ ہؤا کہ اُنھیں میں کے چند آدمی چیرنگ کراس والے جلسہ میں بھی پُہنچے اور دس کے قریب عید کے جلسہ میں بھی آئے۔ اور اب مینے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ یہ لوگ کچھ اور واقفیت بڑھا کر اسلامی رنگ میں رنگین ہونے والے ہیں۔ چیرنگ کراس والے

جلسہ میں مسٹر یوسف علی اور مرزا عباس علی صاحبان نے بھی تقریریں کیں جو نہایت ہی مفید ثابت ہوئیں۔ اب جہاں تک میں غور کرتا ہوں اس بات کی ضرورت ہے کہ لنڈن میں بھی ایک مرکز تبلیغ کھولا جائے۔ جس سوال پر میں آئندہ مفصل لکھوں گا۔ لیکن اس چھٹی کے ختم کرنے سے پہلے مجھے ایک دوست کا خاص کر شکریہ ادا کرنا ہے وہ ہیں شیخ مشیر حسین قدوائی اللہ تعالےٰ انھیں جزائے خیر دے۔ ہمارے قبلہ مولوی صدر الدین کو کمزوری جسم اور بیماریوں نے اچانک آگھیرا۔ حتیٰ کہ کثرت کام نے بعض وقت اُن کی صحت کو خطرناک حالت میں ڈالدیا اور بہت بڑا خدا کا فضل ہے کہ آج اُنھیں اچھی صحت میں پاتا ہوں۔ اگر ایسے نازک وقت میں ہمارے مشیر قدوائی نہ ہوتے تو یہ کام اُوندھا پڑ جاتا۔ یہ بھی مسبب الاسباب کے سامان ہیں ہمارا گھر ایک لکچر گاہ ہے ایک مکتب ہے ایک لنگر خانہ ہے۔ جہاں وقت بے وقت مہمان آجاتے ہیں۔ زائرین آتے ہیں۔ گویا ہماری مختلف حیثیتیں یہاں ہیں۔ اور ان ساری حیثیتوں کو ہمارے قدوائی بھائی نے مولوی صاحب کی ایام بیماری میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مولوی صدر الدین صاحب کی جس قدر قوم مشکور ہو تھوڑا ہے جسقدر ترقی اور ہمت اور عظمت اسلام کو یورپین نگاہ میں ان گذشتہ دو سالوں میں ہوئی ہے اُس کی نظیر گذشتہ کی صدیوں میں یہاں نظر نہیں آتی۔ یہ جو کچھ ہمیں نظر آرہا ہے اس کا بہت سا حصّہ مولوی صدر الدین صاحب کے نام سے موسوم ہونا چاہیئے۔ میں تو گاڑی کے پہیۃ کو چکر میں لے آیا تھا لیکن سڑک پر سے جھاڑیوں کو صاف کرنا پتھر کنکر کو اٹھانا یہ اسی جوانمرد کا کام ہے۔ اب میرے نزدیک ایک حد تک پہیہ تیز چکر میں ہے پٹرول کی ضرورت ہی چونکہ کامیابیاں ہمیشہ نئی مشکلات کو پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لیئے مختلف رنگوں کی مشکلات مُنہہ دکھلا رہی ہیں جن کو انشا اللہ کسی آئندہ چھٹی میں بیان کروں گا۔ آخر میں دل سے دُعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ قبلہ مولوی صدر الدین صاحب کو اجر جزیل بخشے اور اونھیں اور زیادہ اپنی خدمت کا موقعہ بخشے اور ہمیں توفیق دے کہ جس کام کو عمدہ شکل میں پھر ہمارے ہاتھ چھوڑ چلے ہیں ہم بھی اُس کے فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں۔ آمین۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین)

اسلام پر حملے

جس قدر حملے گذشتہ نصف صدی میں اسلام پر ہوئے ہیں۔ اور جس قدر ناپاک الفاظ میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا گیا ہے اُس کی نظیر اسلام کی تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔ چنانچہ پچھلی صدی کے آخری حصہ میں اس قسم کے لٹریچر بالخصوص دو قوموں کی طرف سے یعنی ایک گروہ اہل کتاب کا اور دوسرا آریہ سماج بہت ہی کثرت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اور گو اس وقت انیسویں صدی کے شروع میں یہ رنگ کچھ بدل گیا ہے۔ اور وہ کتابیں اب عموماً متروک ہو چکی ہیں۔ مگر اب بھی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں اس امر کی کافی شہادت موجود ہے کہ کس طرح کسی زمانہ میں مسلمانوں کی دل آزاری پر فخر کیا جاتا رہا ہے۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کو خصوصیت کیساتھ تحمل اور بردباری کی تعلیم دی گئی تھی۔ چنانچہ اسکا ذکر بطور پیشگوئی قرآن کریم میں موجود ہے۔ جہاں سورہ آل عمران کے آخری سے پہلے رکوع میں یہ الفاظ ہیں۔ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہوئے تمکو ضرور ضرور بہت سی دکھ کی باتیں سُننی پڑیں گی۔ اور اگر تم صبر کرو اور اپنا بچاؤ کرو تو یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس آیت کا نزول ہجری کے تیسرے یا چوتھے سال سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ واقعہ احد کے بعد کی یہ آیت ہے۔ اور عرب کے بُت پرستوں سے جس قدر دکھ کی باتیں سُننی تھیں وہ مسلمان اس سے پہلے سُن چکے تھے۔ ایسا ہی یہود کی شرارتیں بھی ظاہر ہو چکی تھیں۔ بلکہ اُن کی ایک قوم جلاوطن بھی کی جا چکی تھی۔ پس یہ کسی آئندہ زمانہ کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ مسلمانوں سے پہلے جس قوم کو کتاب دی گئی وُہ عیسائی ہیں اور ہندو ایک مشرک قوم ہے۔ اور اس زمانہ میں مسلمانوں کو یہ دل دُکھانے والی باتیں دو ہی قوموں کیطرف سے بالخصوص سُننی پڑی ہیں یعنی ایک بعض کوتہ اندیش پادریوں کیطرف سے اور دوسرے آریہ سماج کے بانی اور اُسکے لیڈروں کی طرف سے اور انہی دو قوموں کا مذہبی لٹریچر پچھلی صدی

کے پچھلے حصہ کا بالخصوص۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی ناشائستہ حملوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر جہاں قرآن کریم نے مسلمانوں کو قبل از وقت اس زمانہ کے دل آزار حملوں کا پتہ بتایا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس وقت ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو صبر کی تعلیم دی کہ ایسے وقت میں جوش و خروش سے کام نہ لیں۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا کہ ان حملوں سے اپنے بچاؤ کی صورت کرتیں۔ یہ اشارہ اس طرف تھا کہ ان حملوں کا مناسب پیرایہ میں جواب بھی دیا جائے۔ گو افسوس ہے کہ مسلمان قرآن سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے بالخصوص اس دوسرے پہلو کی طرف سے عموماً غافل رہے ہیں ؞

عورت کی حالت

مختلف تمدنی اور مذہبی قوانین کے ماتحت

(از شیخ ایچ۔ ایم قدوائی)

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

اگر تعدد ازواج عورت کی تذلیل کے ہم معنی ہے۔ گو یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ کیونکر۔ تو بہر حال مسیح نے تعدد ازواج کو منع نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ابتدا میں عیسائی بزرگوں اور پروہتوں کا خیال عورت کے متعلق یہ تھا کہ وہ اُسے ناپاک سمجھتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ میل جول پسند نہیں کرتے تھے۔ ہر ایک نیک آدمی کے لیئے وہ اسبات کو ترجیح دیتے تھے کہ وہ عورتوں سے الگ رہے۔ اور ان خیالات کے ساتھ وہ تعدد ازواج کے حامی نہ ہو سکتے تھے۔ تعدد ازواج تو ایک طرف رہا وہ خود نکاح کے بھی خلاف ترغیب دینے والے تھے۔ رہبانیت اور تجرد اس زمانہ کے خصوصیات میں سے ہو گیا۔ ان دنوں میں جب لوگ فی الواقع عیسائی مذہب کی پیروی کرتے تھے۔ وہ مسیح کو اپنے لیئے نمونہ سمجھتے تھے اسبات کا تو کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت مسیح عورتوں سے تنفر کرتے تھے۔ اس کے برخلاف یہ ذکر پایا جاتا ہے۔ کہ وہ عورتوں سے ملتے جلتے تھے۔ بلکہ ایک ایسی عورت جو اچھے چال چلن کی نہ تھی وہ بھی آپ کے پاس آئی تو آپ نے اُسے روکا نہیں مگر اُس کے برخلاف انکساری عمر مجرد رہنا ہے۔ اور اُن کے پیرؤں نے مجردانہ زندگی بسر کرنے میں ہی اُن کا تتبع کیا۔ اور اس لیئے تجرد اور رہبانیت میں وہ پاکیزگی سمجھتے تھے۔ پس اگر تعدد ازواج کا عام طور پر عیسائیوں میں رواج نہیں ہؤا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ حضرت مسیح کا کوئی

امتناعی حکم تعدد ازدواج کے خلاف تھا۔ بلکہ عیسائی ولیوں اور پروہتوں کا عام طور پر عورتوں سے اجتناب کرنے کا یہ اثر ان کے دلوں پر تھا۔ چنانچہ کونسل آف ٹرنٹ کے قوانین میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں "اگر کوئی شخص کہے کہ شادی شدہ حالت کنوارپن یا تجرد کی حالت سے افضل ہے تو اس پر لعنت کیجائے" خود یسوع مسیح کا زمانۂ تبلیغ اتنا تھوڑا تھا کہ حضرت موسیٰ یا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح وہ کوئی تفصیلی تمدنی قوانین نہیں بنا سکتے۔ اس لیئے اُن کے پیروؤں کو انہی باتوں پر عمل کرنا پڑا جو اُسے پہلے دوسرے لوگ تجویز کر چکے تھے۔ بالخصوص رومیوں اور یہودیوں کے قوانین کو اُنھوں نے اپنا دستور العمل بنایا۔ مگر شادی کی تینوں قسموں کا جو رومی قانون میں پائی جاتی تھیں یہ اثر تھا کہ عورت پورے طور پر اپنے خاوند کے اختیار میں تھی اور اُس کو وہی حیثیت حاصل تھی جو بچوں کو ہوتی ہے یہودی قانون کے نیچے بھی عورت کی حیثیت بہت کم درجہ کی تھی +

کلیسیا کا شادی کا مذہبی قانون کسی قدر رومی قانون پر مبنی ہے جس کی صحت کو کلیسیا نے پہلے سے تسلیم کر رکھا تھا۔ اور کسی قدر یہودی قانون پر لیکن عیسائیوں میں وہ فعل جس سے نکاح کی تکمیل ہوتی ہے کسی قدر تقدس سے گرا ہوا سمجھا جاتا ہے۔ اور آدم کے گناہ کا ایک حد تک یہ نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ پولوس کے خیال میں نکاح گوشت کی کمزوری کے لیئے بطور ایک رعایت کے سمجھا جاتا ہے جیسا کہ پہلے قرنطیوں کے ساتویں باب سے ظاہر ہے۔ چنانچہ نویں آیت میں ہے کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور چونکہ خداوند بہت جلد واپس آنے والا ہے۔ اِس لیئے بچوں کا پیدا کرنا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ نکاح کو چونکہ ایک ادنیٰ مرتبہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس لیئے کلیسیا کے سردار اس طرف سے طبائع کے میلان کو کم کرتے تھے۔ اور اس کی وسعت کا دائرہ روز بروز تنگ کیا جانیکا میلان ترقی پر تھا۔ دوبارہ نکاح کی اجازت بہت جد وجہد کے بعد ہوئی اور وہ بھی صرف عوام الناس کے لیئے نہ مذہبی بزرگوں کے لیئے۔ پولوس نے یہ شرط لگادی کہ بشپ ایک ہی عورت کا خاوند ہو سکتا ہے۔ اور آج کے دن تک بڑے کلیسیا کے بزرگ دوبارہ شادی نہیں کر سکتے (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا) مذہبی پیشواؤں میں تجرد پہلے صرف ایک کمال کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ مگر جلد ہی یہ کلیسیا کا عام قانون ہو گیا۔ گو مغرب میں عام طور پر اس کا رواج بہت عرصہ بعد ہوا۔ مشرق میں یہ ابتک صرف راہب مردوں تارکہ عورتوں اور بشپوں کے لیئے مخصوص ہے۔ عوام الناس میں بھی کئی قسم کی

مشکلات پیدا کر کے شادی میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں اور ۵۰۶ء میں ایگڈے کی کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی قسم کی قرابت یا تعلق شادی کے لیئے روک ہے۔ رومن کیتھولک چرچ نے طلاق کو تسلیم نہ کیا +

جیروم نے ۴۲۰ء میں ایسروس نے ۳۸۵ء میں اور دوسرے مشہور مذہبی پیشواؤں نے تجرد کی زندگی کی ترغیب دی۔ ٹولیڈو کی کونسل میں ۶۵۵ء میں یہ قاعدہ بنایا گیا کہ اگر کسی مذہبی عہدہ دار کے متعلق کسی عورت سے ناجائز تعلق کا شک ہو تو جج کو چاہیئے کہ اس عورت کو بیچ کر اس روپے کو غربا کی امداد میں خرچ کرے۔ گریگری اعظم اس امر کی بہت تائید میں تھا کہ تمام مذہبی عہدہ داروں اور مذہبی زندگی بسر کرنے والے عیسائیوں کو شادی کرنے سے روکا جائے نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُس نے اپنے چرچ کے میدان کے بڑے تالاب کو صاف کرایا تو چھ ہزار بچوں کی کھوپڑیاں برآمد ہوئیں۔ بینیڈکٹ ہشتم نے ۱۰۲۲ء میں پیویا کی کونسل میں یہ فیصلہ کیا کہ جو بچے مذہبی عہدیداروں کے پیدا ہوں ان کو غلامی کی حیثیت میں فروخت کیا جائے۔ اور اُن کو مذہبی عہدہ داروں کے بچے تسلیم نہ کیا جائے۔ ۱۱۲۳ء تک ایسی ہی حالت رہی۔ تب لوتھر نے عملی نمونہ راہبانہ اور مجردانہ زندگی کے خلاف قائم کیا +

لیکن ان ابتدائی دنوں میں جب عیسائی عیسائیوں اور یہودیوں کے قوانین کی پیروی کرتے تھے۔ تعدد ازدواج کو گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا سینٹ اگسٹائن کہتا ہے "ایک بے ضرر رواج یہ تھا کہ ایک آدمی کی بہت سی بیبیاں ہوں۔ جو اس وقت ایک فرض کے طور پر ادا کیا جاتا تھا۔ مگر اب سوائے عیاشی کے اور کوئی وجہ اس کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اولاد کے بڑھانے اور نسل کی افزائش کے لیئے کوئی قانون تعدد ازدواج کو روکنے والا نہ تھا" ہم بھی شوق سے اس بات کے دیکھنے کے منتظر ہیں۔ کہ اس خونی جنگ کے بعد جب افزائش نسل کی ضرورت پورے زور سے محسوس ہوگی۔ اس "بے ضرر" رواج کو عیسائی پروٹسٹنٹ پھر جائز ٹھیرتے ہیں یا نہیں۔ کیا وہ شادی کے مذہبی قوانین کی وہی تفسیر کرینگے جو سینٹ اگسٹائن نے کی؟ لوتھر جرمنی کے کانفسر بونی فیس نے ۷۲۶ء میں پوپ گریگری سے یہ دریافت کیا تھا کہ کن مجبوریوں میں ایک خاوند کو دو بیبیاں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے

جس کا جواب اسی سال ۲۲ نومبر کو گریگرے نے بالفاظ ذیل دیا " اگر ایک عورت پر کوئی ایسی بیماری حملہ آور ہو جو اس کو تعلقات زناشوئی کے ناقابل کر دے تو خاوند دوسری شادی کر سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں ضروری ہوگا۔ کہ وہ بیمار بی بی کے لیئے نان و نفقہ اور ضروری امداد مہیا کرے " (ڈیون پورٹ)

تعدد ازواج کی حمایت میں بہت سی کتابیں بہت ایسے لوگوں نے لکھی ہیں جو عیسائی مذہب کے پیرو ہیں۔ سولہویں صدی کے نصف کے قریب برنارڈ واکیریس نے تعدد ازواج کی تائید میں لکھا۔ سیلڈن اپنی کتاب " داگزور ہبریکا " میں یہ ثابت کرتا ہے کہ تعدد ازواج کی اجازت صرف یہودیوں میں ہی نہ تھی بلکہ دوسری اقوام میں بھی تھی۔ جان ملٹن اپنے رسالہ " تعلیم عیسائیت میں تعدد ازواج کی حمایت میں بہت سے بائبل کے فقرے نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے +

" پس کن دلائل پر ایک رواج کو ایسا ذلیل یا قابل شرم خیال کیا جا سکتا ہے جس سے انجیل کے ماتحت بھی کسی کو روکا نہیں گیا۔ کیونکہ نیا عہدنامہ ان دیوانی قوانین کو جو اس سے پہلے مروج تھے منسوخ نہیں کرتا۔ اس نے صرف اس قدر شرط لگائی کہ ایلڈر اور ڈیکن (عہدیداران چرچ) صرف ایسے لوگوں میں سے منتخب کیئے جائیں جو ایک بی بی کے خاوند ہوں (۱ تمطاؤس ۳ : ۲۔ اور طیطوس ۱ : ۶) اس سے ہرگز یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ ایک سے زیادہ بیبیوں کے ساتھ نکاح گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں یہ حد بندی سب پر یکساں ہوتی۔ بلکہ اس کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ جس قدر وہ لوگ اپنے خانگی جھمیلوں میں کم مصروف ہونگے۔ اسی قدر زیادہ فراغت ان کو کلیسیا کے کام کے لیے مل سکے گی۔ پس چونکہ اس فقرہ میں تعدد ازواج کی ممانعت صرف کلیسیا کے عہدیداروں کے لیئے ہے اور وہ بھی کوئی اس وجہ سے نہیں کہ یہ کوئی گناہ ہے۔ اور چونکہ کلیسیا کے دوسرے ممبر اس سے روکے نہیں گئے پس اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلیسیا کے دوسرے ممبروں کے لیئے تعدد ازواج کی اجازت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ بغیر کسی جرم کے ارتکاب کے اس سے فائدہ اٹھاتے تھے +

" بالآخر میں عبرانیوں ۱۳ : ۴ سے حسب ذیل استدلال کرتا ہوں تعدد ازواج یا نکاح ہے اور یا زنا۔ اس سے علاوہ کوئی تیسری صورت پولوس تسلیم نہیں کرتا۔ اب اس قدر انبیائے کے لیئے جو عزت ہمارے دلوں میں ہے وہ اس بات سے تو یقیناً ہم کو روکے گی۔ کہ ہم یہ جان کر کہ یہ لوگ

تعدد ازدواج پر عامل تھے۔ تعدد ازدواج کو زنا قرار دیں۔ کیونکہ بدکاروں اور زناکاروں کو تو خدا سزا دیگا حالانکہ یہ انبیاء اس کی خاص رحمتوں کے مورد تھے۔ جیساکہ وہ خود شہادت دیتا ہے۔ پس اگر تعدد ازدواج نکاح ہے تو اُس کے جواز اور معزز ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود پولوس نکاح کو ہر ایک کے لیئے معزز خیال کرتا ہے"

تعدد ازدواج کا رواج نمایاں یا غیر نمایاں طور پر اس وقت تک رہا جب تک کہ جسٹینین کے قوانین نے اسے قطعی طور پر روک نہیں دیا۔ لیکن یہ ممانعت جو ملکی قوانین میں درج کر دی گئی تو اس سے لوگوں کے اخلاقی احساسات میں کوئی انقلاب پیدا نہ ہوا۔ اور تعدد ازدواج پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ زمانۂ حال کی سوسائٹی کی عام رائے نے اسے بالکل رد کر دیا۔ ایک بی بی سے نکاح تعدد ازدواج اور تجرد کے بین بین ایک راہ نکال لی گئی۔ پہلی منکوحہ کے سوائے دوسری بیبیاں کئی قسم کے حقوق سے محروم تھیں کسی قسم کے حقوق نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور ان حفاظتوں کے معدوم ہونیکی وجہ سے جو پہلی منکوحہ کو قانوناً حاصل تھیں۔ وہ اپنے خاوندوں کے ناجائز حرص اور وہم کا شکار تھیں۔ جیساکہ موجودہ زمانہ میں دولتمندوں اور فیشن کے دلدادوں میں رکھی ہوئی عورتوں کی حالت ہے ان کے بچے ولدالحرام قرار دیئے جاتے اور اپنے باپ کی جائیداد میں ورثہ کے حقدار نہ سمجھے جاتے تھے۔ اور سوسائٹی اُن کے کسی قسم کے حقوق کو تسلیم نہ کرتی تھی۔ جیساکہ آج بھی پوشیدہ شادیوں اور قانون کی تسلیم نہ کی ہوئی عورتوں کی اولاد کی حالت ہے۔

پوشیدہ شادیاں امراء تک محدود نہ تھیں۔ عہدہ داران کلیسیا بھی بعض وقت اپنی تجرد کی قسم کو بھول جاتے اور ایک سے زیادہ جائز یا ناجائز تعلق پیدا کر لیتے۔ تاریخ سے یہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ سے پہلے تعدد ازدواج کو کبھی ایسی قابل نفرین فعل نہیں سمجھا گیا۔ جیساکہ آج سمجھا جاتا ہے۔ خود سینٹ اگسٹائن بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی فاحش امر یا عیب نہ سمجھتا تھا۔ اور اس نے صاف یہ اعلان کیا تھا۔ کہ جہاں کہیں کسی ملک کا رواج ہو اس میں کوئی جرم نہیں۔ مصلحان جرمنی سولھویں صدی تک بھی جیساکہ ہیلم نے لکھا ہے۔ پہلی شادی کی موجودگی میں دوسری یا تیسری شادی کے جواز کو تسلیم کرتے تھے۔ جب اولاد نہ ہو یا کوئی اور وجہ ہو (سپرٹ آف اسلام)۔ جرمنوں کے اوپر کے طبقہ کے لوگ جیساکہ بعض انگریزی نژاد امراء انیسویں صدی تک بھی تعدد ازدواج کو عمل میں لے آتے تھے خود

عہدیداران کلیسا بھی باوجودیکہ کلیسیا ان کے لیئے ہمیشگی کے تجرد کو ترجیح دیتی تھی لیکن پوشیدہ طور پر کئی عورتوں کو محض ایک لائسنس کے ذریعہ سے رکھ لیتے تھے جو اُن کو ان کے بشپ یا ان کے ضلع کے افسر سے مل سکتا تھا۔ (ہیلم کے کانسٹیٹیوشنل ہسٹری آف انگلینڈ)

ایم گستاولی بان لکھتا ہے کہ ایک بی بی سے نکاح پر اکتفا عیسائی ممالک میں صرف کتابوں میں موجود ہے۔ عملاً یہ حالت نہیں ہے۔ پس گو تعدد ازواج کے لیئے قانونی اجازت کوئی نہیں مگر سوسائٹی کی حالت کا نقشہ اس سے بہتر نہیں جو تعدد ازواج کے ماتحت ہوگا۔ وُہ کہتا ہے کہ درحقیقت کوئی وجہ نہیں کہ ہم مشرق کے تعدد ازواج کے رواج کو مغرب کی برائے نام ایک بی بی سے نکاح پر اکتفا سے کم درجہ پر سمجھیں۔ اور اعداد ظاہر کرتے ہیں کہ فرانس میں جہاں تعدد ازواج کی ممانعت ہے ۱۸۲۶ء سے ۱۸۸۰ء تک زنا نو گنا بڑھ گیا۔ ایم بی پلے ایک قدم اور آگے اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ تعدد ازواج سوسائٹی کے بعض حالات کے ماتحت ایک مجبوری ہو جاتی ہے۔ مسز اینی بیسنٹ کہتی ہے "دوسرا امر تمام مہذب ممالک میں مرد اور عورت کے موجودہ تعلقات ہیں۔ سچا اور راستبازانہ تعلق ایک مرد اور ایک عورت میں ایک بلند مطمح نظر ہے۔ جس کا وعظ بعض ممالک میں کیا جاتا ہے۔ مگر عملی رنگ میں عموماً کہیں بھی نہیں پایا جاتا۔ اسلام تعدد ازواج کی اجازت دیتا ہے۔ عیسائی ممالک اس کی اجازت نہیں دیتے۔ مگر اس سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ بشرطیکہ قانونی تعلق صرف ایک ہی عورت سے ہو۔ دعوے یہ کیا جاتا ہے کہ مغرب میں ایک ہی بی بی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہاں ایسا تعدد ازواج موجود ہے جس میں ذمہ واری کسی کے سر پر عائد نہیں ہوتی۔ مسٹرس (یعنی بی بی کے علاوہ رکھی ہوئی عورت) سے جب مرد کا دل بھر جاتا ہے تو پھر اسے جواب دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ بازاری عورت کی حالت میں گر جاتی ہے۔ کیونکہ پہلا عاشق اُس کی آئندہ زندگی کے متعلق کوئی ذمہ نہیں اُٹھاتا۔ اور وہ اس عورت سے جو تعدد ازواج کے ماتحت ایک بی بی اور ماں کی حیثیت میں محفوظ ہے ہزار درجہ بدتر ہے۔ جب ہم ان ہزارہا بدبخت عورتوں کو دیکھتے ہیں جو رات کے وقت مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں بازاروں میں ہجوم کیئے ہوئے ہوتی ہیں تو ہم کو یقیناً اسبات کا احساس ہوتا ہے کہ مغربی زبانوں کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اسلام کو اس کے تعدد ازواج کی وجہ سے برا کہیں ایک عورت کے لیئے یہ بدرجہا بہتر بہت بڑھ کر خوشی کا موجب اور بدرجہا زیادہ عزت کا باعث ہے

کہ وہ ایک اسلامی تعدد ازدواج کے ماتحت ایک ہی مرد سے تعلق پیدا کرکے جائز بچے کو اپنی گود میں لیئے ہوئے ادب اور عزت کی نگاہ سے دیکھی جائے۔ بہ نسبت اس کے کہ پہلے اسے معشوقہ بنا کر اغوا کیا جائے۔ پھر آخر کار وہ بازاروں میں خراب ہوتی پھرے۔ اور جو بچہ اس کا ہو وہ قانوناً ناجائز۔ نہ اس کی کوئی حفاظت کرنے والا نہ انکا کوئی خبر گیراں۔ ہر رات کسی راہ چلتے کا شکار۔ ماں بننے کے ناقابل اور سب اسے تنفر کی نگاہ سے دیکھنے والے ہوں۔ سوسائٹی کے لیئے یہ بہتر ہے کہ ایک بی بی سے نکاح کو بطور ایک بلند مقصد کے سامنے رکھا جائے۔ کیونکہ اس کا صحیح تسلیم کیا جانا اور اندرونی شرم جو پیشہ ور عورتوں کے نام سے لگی ہوئی ہے۔ ایسی طاقتیں ہیں جو پاک کرنے والی ہیں۔ مگر جہاں ایک قانونی طور پر جائز بی بی اور کچھ خفیہ مرد و زن کے تعلقات ہوں جنہیں قانون تسلیم نہیں کرتا۔ وہاں ایک بی بی سے نکاح کا اصول عملاً مروج نہیں کہلا سکتا۔ مشرق کا مسلم اصول تعدد ازدواج مغرب کے غیر مسلم تعدد ازدواج کی نسبت سوشل کانشنس کے لیئے زیادہ ذلت کا موجب خیال کیا جاتا ہے کیونکہ منافقت وہ خراج ہے جو بدی نیکی کے سامنے ادا کرتی ہے۔ مگر عورت کی عزت اور خوشی پر مشرق کے تعدد ازدواج کا اثر مغرب کے اس رواج کی نسبت بہت بہتر ہے۔ (اسلامک ریویو)

آرتھر شوپن ہار کہتا ہے کہ نکاح کے قوانین جو یورپ میں مروج ہیں وہ ایک غلط بنیاد پر مبنی ہیں ہمارے حصہ دنیا میں جہاں ایک بی بی سے نکاح کا عام قاعدہ ہی شادی کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ہم اپنے حقوق کو آدھا کردیں۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو دوگنا کریں۔ یورپ میں ایک بی بی سے نکاح پر اکتفا کا رواج اور شادی کے قانون عورت کو ایک ایسی پوزیشن دیتے ہیں جو فطرت کے مطابق نہیں اور اسباب کو دیکھ کر وہ لوگ جو چالاک اور ہوشیار ہیں۔ بسا اوقات اتنی بڑی قربانی کرنے میں اور ایسے غیر منصفانہ انتظام پر سر تسلیم خم کرنے میں مضائقہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حالانکہ تعدد ازدواج کو تسلیم کرنے والی قوموں میں ہر ایک عورت قید نکاح میں آکر زندگی کے سامان کو حاصل کر لیتی ہے۔ جہاں ایک بی بی سے نکاح کا رواج غالب ہے۔ وہاں شادی شدہ عورتوں کی تعداد بھی محدود ہے۔ اور بہت سی عورتیں ایسی رہ جاتی ہیں جن کے لیئے کوئی سہارا یا ذریعہ نہیں ہوتا جو اعلےٰ طبقوں میں نکمی "اولڈ میڈز" (بوڑھی کنواریوں) کے نام سے پرورش پاتی رہتی ہیں اور نیچے کے طبقوں میں سخت مشقت کے کاموں کے نیچے جن کے لیئے وہ موزوں نہیں ہوتیں دب کر

ہلاک ہو جاتی ہیں یا دوسروں کی "خوشی کا سامان" بنجاتی ہیں جن کی زندگی خوشی اور عزت سے یکساں طور پر خالی ہوتی ہے۔ مگر حالات موجودہ کے نیچے وہ ایک ضروری جزو سوسائٹی کا بن جاتی ہیں اور اُن کی حیثیت صاف طور پر یوں تسلیم کیجاتی ہے کہ اُن کی وجہ سے وہ خوش قسمت عورتیں جن کو خاوند مل گئے ہیں یا ملجانے کی امید ہے مردوں کے فتنہ سے بچی رہیں۔ یہ مشہور فلاسفر کہتا ہے۔

"صرف لندن میں ہی اسی ہزار پیشہ ور عورتیں ہیں۔ یہ عورتیں کیا ہیں؟ ایک بی بی سے نکاح کی حد بندی کے اصُول کے ماتحت وہ مصیبت کا شکار ہوئی ہیں۔ ان کی بدقسمتی خطرناک ہے وہ انسانی قربانیاں ہیں جو ایک بی بی سے نکاح کی حد بندی کے مذبح پر قربان کی گئی ہیں.... .. پس تعدادا ازواج کو اگر ایک مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو عورت کی جنس کے لیئے وہ ایک فائدہ کی چیز ہے..... اور ایک اور نکتہ خیال سے کوئی حقیقی وجہ نہیں کہ کیوں ایک مرد جسکی بی بی دائم المریض ہے یا بانجھ ہے یا بہت بوڑھی ہوگئی ہے دوسری بی بی اپنے نکاح میں نہ لے آئے۔ تعدد ازواج کے بارے میں بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ امر واقع ہے کہ یہ ہر جگہ موجود ہے۔ اور سوال صرف اس قدر ہے کہ کس طرح پر اس کو ایک قاعدہ کے ماتحت لایا جائے"۔ اور آخر وہ چلا اُٹھتا ہے "فی الحقیقت ایک بی بی سے نکاح کی حد بندی پر عمل کرنے والے کہاں ہیں؟" جب ہم اسلام کے ماتحت عورت کی حیثیت پر بحث کریں گے۔ تو بتائیں گے کہ کس طرح اسلام دُور اندیشی سے اور احتیاط سے تعدد ازواج کو ایک قاعدہ کے ماتحت لایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ واقعی کروڑوں ایک بی بی سے نکاح کی حد بندی پر عمل کرنے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔

جہاں تک عورتوں کے حقوق اور اختیارات کا سوال ہے عیسائی مذہب نے کوئی اہم بات نہیں کہی اور نہ کوئی اہم تبدیلی کی ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں کہ جس پر عورت ذات مسیح یا اسکے حواریوں یا اس مذہب کے جو اس کے نام پر چلتا ہے شکر گذار ہو۔ فی الواقع عیسائیت نے ایک مذہب ہونے کی حیثیت میں تہذیب کی ترقی میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔ سوائے اس کے کہ کچھ اخلاقی اصول دیئے ہیں جو وہ بھی پچھلی تعلیم سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اور گو بطور ایک بلند مقصد کے وہ کیسے دلکش کن ہوں۔ مگر عملی رنگ میں آنے کے قابل نہیں ہیں۔ بلکہ اس بارہ میں بھی عیسائیت کو کوئی خاص

تفوق ان اصول پر حاصل نہیں جو بدھ یا دوسرے عظیم الشان معلمین نے دیئے ہیں۔ جو کچھ مسیح نے کہا یا جو کچھ اس نے کیا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو عیسائی ممالک کی موجودہ تہذیب کی بنیاد کے طور پر کام آئی ہو۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مغرب کی موجودہ ترقی عیسائیت کے مقابلہ میں ہوئی ہے مسیحی کلیسیا کے اعلےٰ افسروں نے بہت قابل اور ذہین آدمیوں کو دُکھ دیئے قید کیا۔ مارا۔ بلکہ زندہ جلایا۔ جب تک عیسائیت کی مذہب کے رنگ میں حکومت رہی تحقیقات اور ایجاد کا زمانہ بھی نہیں آیا۔ عیسائی عورتیں یا مرد جب ایسی کتابوں کو پڑھیں گے۔ جیسے ڈریپر کی۔ یورپ کی ذہنی ترقی کی تاریخ یا جب وہ مشہور محکمہ تحقیقات مذہبی کے حالات کو مطالعہ کریں یا علمی آدمیوں اور ایجاد کرنے والوں کی بدسلوکی کا ذکر پڑھیں۔ تو انھیں اس مذہب پر جس کے وہ پیرو ہیں فخر کرنے کی کوئی وجہ نظر نہ آئے گی +

الگزنڈر رسل وب کہتا ہے۔

"در سچ تو یہ ہے گو یہ کڑوا معلوم ہو۔ کہ مغربی تہذیب میں عیسائیت کی اصل روح کا کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ یہ جائز نتیجہ بڑی بڑی خواہشات اور خودغرضیوں کا ہے۔ یہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ مغربی ترقی اور آگے بڑھنے کی رفتار میں عیسائی کلیسیا ہمیشہ ایک رکاوٹ کے طور پر رہی ہے یہ ہمیشہ اس جلوس کے مقابل میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ ندا دیتی رہی ہے کہ اس طرف آگے قدم مت اُٹھاؤ ورنہ تم مجھے کمزور اور ذلیل کر دو گے اور جب اس ترقی کی رفتار میں اس روک کو ہٹا کر ایک طرف کر دیا گیا ہے۔ اور ترقی کے حامیوں نے قدم آگے بڑھا دیا ہے تو پھر بھی اس نے ہر طرح سے اس آگے بڑھنے والے لشکر کو روکنے اور دق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اب یہ کس قدر تعجب انگیز اور حیرتناک امر ہے۔ جب کلیسیا کی طرف سے یہ دعوےٰ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ دیکھو ہم نے کیا کیا کر دکھایا ہے۔ ہماری شاندار عیسائی تہذیب کو دیکھو اور پھر اس کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ اور عبادت کرو +

سچ یہ ہے۔ اور ہر شخص بطور خود اس کی تحقیقات کر سکتا ہے۔ کہ وہ چیز جو عیسائی تہذیب کہلاتی ہے ساتھویں صدی میں ہسپانیہ کے مسلمانوں میں پیدا ہوئی تھی۔ ایسے وقت میں جبکہ عیسائی دُنیا ابھی تاریکی سے اور جہالت سے باہر نہ نکلتی تھی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ

عیسائی اس معاملہ میں معقولیت کو پسند کریں گے اور بے معنی باتوں کو جو عیسائی تہذیب کے متعلق کی جاتی ہیں ترک کر دیں گے"۔

اس بیان میں ڈریپر اس کا موید ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:-

"مجھے افسوس ہے کہ یورپ کے لٹریچر کس طرح اتفاق کر کے ان علمی احسانات کو جو مسلمانوں کے ہم پر ہیں ہماری نظروں سے پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ یقیناً وہ اب زیادہ عرصہ تک چھپائے نہیں جا سکتے وہ ناانصافی جس کی بنیاد مذہبی بغض اور بیجا فخر پر ہو ہمیشہ کے لیئے قائم نہیں رہ سکتی۔ . . . عربوں نے اپنا علمی اثر یورپ پر چھوڑا ہے اور یورپ کو جلدی اس کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ انھوں نے اسے آسمان پر بھی لکھدیا ہے۔ جہاں سے کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ جیسا کہ ہر شخص دیکھ لیگا جو ایک عام آسمانوں کے نقشہ پر ستاروں کے نام پڑھتا ہے"۔

بہت سے انگریز نژاد مردوں اور خواتین کے لیئے یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ وہ ہمارا طاقتور انگریزی بیڑہ جو وسیع سلطنت انگریزی کا محافظ ہے۔ اور ان جزائر کے رہنے والوں کی زندگی اور آزادی کا ضامن ہے۔ وہ بھی بعض مسلم ایجادات کا مرہون احسان ہے۔ جیسے کہ کمپاس وغیرہ۔ خود لفظ ایڈمیرل یعنی افسر بیڑہ فرانسیسی لفظ امیرل کی تبدیل شدہ حالت ہے۔ اور یہ عربی الفاظ امیر البحر سے بگڑا ہوا یا مخفف ہے۔

یہ ہر ایک مرد و عورت کے لیئے جو ان جزائر کے اندر رہتا ہے جان لینا ضروری ہے کہ وہ تمام تعلیم ترقی اور تہذیب جس کو آج عیسائی مشنری مسیحی مذہب کا نتیجہ بتاتے ہیں عیسائیت کا نتیجہ نہیں بلکہ جو لوگ آج اس تہذیب اور تعلیم کے مسیحی ہونے پر فخر کرتے ہیں انہی پوپوں اور پادریوں اور واعظوں ... تحقیقات کی اور کئی قسم کی خونریز عدالتیں قائم کی تھیں۔ جن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو نئی ایجادات کریں جن کا اثر کلیسیا کے بعض عقاید اور توہم پرستیوں پر پڑتا ہو ڈرایا اور دھمکایا جاتا تھا۔ بلکہ مارا بھی جاتا تھا۔ ہر ایک عورت کو چاہیئے کہ وہ یورپ اور کلیسیا کی تاریخ کو پڑھے۔ تو اُسے معلوم ہوگا کہ گو بادشاہوں کے عیسائیت میں داخل ہو جانے سے مسیحی مذہب کا اثر یورپ کے اکثر حصہ پر پھیل گیا تھا۔ مگر عیسائیت نے تہذیب کے تمدنی پہلو کو ترقی دینے کے لیئے عورتوں کو اُن کے حقوق دینے کے لیئے کچھ نہیں کیا جب تک کہ یورپ براہ راست اسلام کے اثر کے نیچے نہیں آیا۔

اور جب تک کہ مسلمانوں نے یورپ میں تعلیم کے کالج نہیں کھول دیئے اسلام کے عروج سے پہلے عیسائیت کے پروہتوں کی حالت وہی تھی جو ہندوستان میں برہمنوں کی حالت تھی۔ وہ کسی عامی آدمی کو مذہبی عقاید پر غور کرنے یا سوچنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور نہ ہی مذہبی پیشواؤں سے ان معموں کے حل کرنے کے لیئے کوئی سوال پوچھا جاسکتا تھا جن پر ایمان لانا ضروری تھا۔ بلکہ جو لوگ عقل سے کام لیتے تھے یا علمی ترقیوں کی طرف قدم اُٹھاتے تھے انہیں مرتد اور کافر قرار دے کر دُکھ دیا جاتا تھا۔ عورت کو ایک حقیر مخلوق سمجھا جاتا تھا جس پر خود بزرگوں نے لعنت کی تھی +

عیسائیت کے مذہبی تعصب نے نہ صرف خود علوم کو ترقی دینے کی مخالفت کی بلکہ اس تہذیب اور تعلیم کی روشنی کو بجھانے کی بھی سعی کی جو مسلمانوں نے ہسپانیہ میں جلائی تھی۔ اُنھوں نے یورپ کے معلّموں کو اس سرزمین سے نکالدیا اور علم کے ان قیمتی ذخیروں کو آگ کے نذر کیا جو اُنھوں نے کتبخانوں میں جمع کیئے تھے۔ اس طرح موجودہ تہذیب کی بنیادوں کو جب کہ وہ ابھی پختہ نہ ہوئی تھیں۔ نقصان پہنچانے کا یہ نتیجہ ہوُا کہ گو مادی پہلو ترقی کا باوجود کلیسیا کی رُکاوٹوں کے نشوونما پا گیا۔ مگر اخلاقی اور تمدّنی پہلوؤں کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچ گیا۔ اور آج جہاں ہم ایک طرف دیکھتے ہیں کہ انسان کی مادی ضروریات میں اور علمی ایجادات اور تحقیقات میں عظیم الشان ترقی کی گئی ہے مگر اخلاقی اور تمدنی پہلوؤں میں بعض قابل افسوس نقص نظر آتے ہیں اور بالخصوص اس حصّہ میں جسکے ساتھ عورت کا تعلّق ہے۔ ایک طرف مردوں کے دلوں میں عورت کے متعلق بعض تنفّر کے خیال پیدا کرنے اور دوسری طرف مردوں اور عورتوں کے باہمی تعلقات کے متعلّق کوئی قابل عملدرآمد قانون نہ دینے کا یہ نتیجہ ہوُا کہ مغربی سوسائٹی کے اس پہلو میں بہت کچھ نقص ہیں +

ڈاکٹر آئیسمبرٹ کہتا ہے کہ مشرق کے گھر عورتوں کی بدچال چلنی یا خیانت حقوق زوجیت کی وجہ سے اس قدر کثرت کے ساتھ تباہ نہیں ہوتے جیسے مغرب کے گھر۔ ایم گستاولی بان کہتا ہے کہ بیاہی ہوئی عورت کے ساتھ زنا مشرقی ممالک میں ایسا ہی غیر معمولی امر سمجھا جاتا ہے جیسے یورپین ممالک میں یہ ایک معمولی امر خیال کیا جاتا ہے۔ مسٹر رسل وب کہتا ہے ”میرے ساتھ یورپ یا امریکہ کے کسی بڑے شہر میں چلو اور دیکھو کہ تمدّنی اور معاشرتی معاملات میں کیسے بُرے نظارے نظر آتے ہیں کسی فیشنیبل بال میں چلو اور دیکھو کہ خدا کے کام کا ایک بڑا اور قابل عزّت حصّہ جو عورت کی

شکل میں ہے کس طرح اپنی زیبائش کے بعض وہ حصّے جو گھر کی صاف اور پاک ہوا کے اندر کھلنے چاہیں
ان پران مردوں کی بھی نظر پڑتی ہے جن کے پاک خیالات کو شراب نے بالکل برباد کر دیا ہوتا ہے
اخباروں کو اُٹھاؤ اور طلاق کے مقدمات کی کارروائیوں - بدنام شدہ شہرتوں کے حالات اور شادی
کے بعد خانہ بربادیوں کے تذکروں کو پڑھو اور تب مجھے بتاؤ کہ یہ چیزیں جن پر فخر کیا جاتا ہے کیا یہ
واقعی اچھی چیزیں اور اچھے رواج ہیں +

ان دیوانی قوانین کو لو جو مقننوں نے عیسائیت کے اثر کے ماتحت عورتوں کے لیئے بنائے ہیں
دیکھو تو معلوم ہوگا - کہ یہاں بھی عیسائیت کا اثر عورت کی حالت پر اچھا نہیں - کوئی بہت زمانہ
نہیں گذرا کہ عورتوں کو قبضہ اور ملکیت کے حقوق حاصل نہ تھے - آج بھی انگلستان میں وہ قانوناً
بعض علمی پیشوں سے روکی گئی ہیں - انگلستان کے قانون کے مطابق دوسری بی بی کو نکاح میں
لانا فوجداری جرم ہے - مگر زنا فوجداری جرم نہیں - اس کا اثر جو ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے - اور
حالات اس کے مصدّق ہیں - کیا اس طرح پر قانون نے خود ایک جائز راہ کو ترک کرنے - اور
ناجائز راہ کے اختیار کرنے میں مدد نہیں دی - پھر طلاق کے سوال کو لو تو یہاں بھی عیسائیت کے
اثر کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ سوائے زنا کے طلاق نہیں دیجا سکتی - اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض وقت
جب مرد اور عورت میں بیاہ کے بعد ایسی ناموافقت پیدا ہو جاتی ہے جس کی اصلاح کا کوئی چارہ
نہیں ہوتا - یا اور کوئی وجوہ پیدا ہو جاتی ہیں تو طلاق کے حاصل کرنے اور مصیبت سے چھٹکارا پانے
کے لیئے اُن کو خود بُرے کاموں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے - تاکہ جنھیں خدا نے ملایا ہے اُنھیں اس مصیبت
کے ساتھ جدا کیا جائے - کوئی عقلمند انسان یہ نہیں سمجھ سکتا - کہ بیاہ کا تعلّق خصوصیت کے ساتھ
خدا نے کس طرح قایم کیا ہے جو اب اس سے چھٹکارا ہی ناممکن ہے - ماں اور بیٹے کا رشتہ بھائی
اور بہن کا رشتہ تو ایسا کہلا سکتا ہے کہ جو خدا نے قائم کیا ہے - کیونکہ یہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا لیکن
جب ایک شخص ایک عورت کو پسند کرتا ہے اور عورت اُسے پسند کرتی ہے اور وہ اپنی خوشی سے بیاہے
جاتے ہیں تو یہ سمجھ نہیں آتا - کہ یہ خدا کا قائم کردہ تعلّق کیونکر ہو گیا - اور کیوں وہی شخص جنھوں
نے اپنی خوشی سے اِس تعلّق کو پیدا کیا ہے اپنی خوشی سے اسے قطع نہیں کر سکتے ؟ +

جسٹینین پہلا شخص تھا جس نے ایسی طلاق کی ممانعت کر دی جو مرد اور عورت کی رضامندی سے

واقع ہو سکے۔ مگر بقول گبن" اس کے جانشین جسٹینین نے اپنی بدقسمت رعایا کی التجاؤں کو سُن لیا اور باہم رضامندی سے طلاق کی آزادی بحال کردی۔ سو لین متفق تھے مذہبی بزرگ اختلاف کرتے تھے (یعنی بعض تائید میں تھے بعض خلاف میں) اور مسیح کی ذومعنی تعلیم سے ایک دانا مقنن جو نتیجہ چاہے نکال لے"۔ چنانچہ اس قانون میں یہ وجہ قرار دیگئی کہ "جو ایک دوسرے سے نفرت اور عداوت کرنے لگ گئے ہوں ان میں موافقت پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اگر اکٹھا رہنے پر مجبور کیا جائے گا۔ تو بسا اوقات وہ ایک دوسرے کی جان لینے کی کوشش کریں گے"+

اب اس خاوند اور بی بی کو جو ایک دوسرے پر مطمئن نہیں اور موافقت کی اُن میں کوئی صورت نہیں قانون مجبور کرتا ہے کہ یا وہ اسی طرح مصیبت کی زندگی بسر کریں یا اگر وہ اس مصیبت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اندر وہ وجہ پیدا کریں جس سے طلاق ہو سکتی ہے۔ اور سوائے زنا کے قانون نے ایسی کوئی اور وجہ تسلیم نہیں کی پس اگر ان مصائب میں وہ اس پہلو کو اختیار کریں جو اخلاق کے لحاظ سے نہایت درجہ کا گرا ہوا ہے تو انھیں کون ملزم کر سکتا ہے۔ طلاق کی عدالتوں کی کارروائیاں عموماً کثیر اخراجات کو چاہتی ہیں اور اس لیئے بچارے غرباء کے لیئے جن کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کوئی اور راہ ہی نہیں کہ وہ اپنی زندگی ایک ناپاک طرز پر بسر کریں۔ بلکہ بعض اوقات امراء اور اچھے طبقہ کے لوگ بھی بدنامی سے بچنے کے لیئے ایک دوسرے سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں کہ خاوند اپنی طرز پر جس طرح چاہے زندگی بسر کرے۔ اور عورت بھی جس طرح چاہے زندگی بسر کرے۔ کوئی دوسرے کی راہ میں مخل نہ ہو۔ امریکہ میں جو لاکھ پتیوں کی سرزمین ہے۔ اعداد و شمار سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایسے امراء مرد اور عورتوں کی تعداد جو طلاق حاصل کرنے کی تکلیف میں پڑنے کے بغیر اپنے زوج کو چھوڑ دیتے ہیں بہت زیادہ ہیں +

پروفیسر ہالینڈ کہتا ہے "نکاح کا اثر خاوند اور عورت میں ایک اتحاد پیدا کرتا ہے۔ ایسا کہ ایک دوسرے پر دعوائے دائر نہیں کر سکتا۔ اور ایک قسم کی شراکت ان دونوں کے درمیان قائم ہو جاتی ہے جس میں خاوند کو مال مشترکہ پر بہت وسیع حقوق حاصل ہیں۔ حالانکہ عورت کو نہ صرف اس مشترکہ جائیداد کے انتقال کا ہی اختیار نہیں بلکہ وہ وصیت بھی نہیں کر سکتی اور نہ اپنے طور پر کوئی معاہدہ کر سکتی ہے۔ انگلستان کا قانون عامہ عورت کی ان ناقابلیتوں کو صاف

طور پر ظاہر کرتا ہے"

ہیپورتھ اس مطلب کو بڑے پُرزور الفاظ میں ادا کرتا ہے جب وہ کہتا ہے "ہمارا عام قانون عورت کو ایسا پورا پورا خاوند کے اختیار میں دیدیتا ہے کہ بعض اوقات ایک عورت جو خوبصورت نوجوان دولتمند اور اعتبار کرتی ہوئی نکاح خوان کے سامنے آتی ہے دس بارہ سال کے عرصہ میں اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے جس کے لیئے قانون نے کوئی علاج بھی نہیں رکھا۔ کہ وہ مظلوم ہوتی ہے اس کی دولت برباد ہو چکتی ہے۔ اور اس کا جسم بھی اپنی طاقت کو کھو چکا ہوتا ہے + (باقی آئندہ)

نئے عہدنامہ کا زمانہ

نمبر۴ جسٹن مارٹر

(از یحییٰ النصر پارکنسن)

جسٹن مارٹر کے متعلق علمی طور پر ہمیں کچھ بھی علم نہیں۔ سوائے اس کے جو اس کی اپنی تحریرات سے حاصل ہوتا ہے۔ غالباً وہ دُوسری صدی میں پہلے دس۱ اور بیس۲ سال کے درمیان کبھی پیدا ہوُا۔ اس کا اصل یونانی یا رومی ہے۔ اور وہ اپنے متعلق کہتا ہے "جسٹن پرلیس کا بیٹا اور باکیس کا پوتا فلیویا نیپالس کے رہنے والے جو فلسطین میں ہے" اس کی ابتدائی پرورش اس حال میں ہوئی۔ کہ وُہ عیسائی نہ تھا بعد میں وُہ عیسائی ہو گیا۔ کچھُ وقت افیس میں گذارا پھر روم کو چلا گیا۔ جہاں ایک معلّم کی حیثیت میں وہ رہنے لگا۔ اس کی زندگی میں تاریخوں کا پتہ لگانیکا سامان بُہت کم ملتا ہے۔ مگر اس کی فسٹ اپالوجی (پہلی تائید) میں شہنشاہ انٹونینس پائس مخاطب ہے اور پچھلے مُورخوں کے مطابق اُس نے ۱۶۵ء یا ۱۶۶ء میں مارکس اریلیس کے زمانہ میں شہادت پائی +

بُہت سی تصنیفات اس کی طرف منسُوب کی جاتی ہیں اور وُہ تین حصّوں میں تقسیم کی گئی ہیں:۔

حصّہ اوّل۔ جن کے متعلق یہ اتفاق ہے کہ وُہ اصلی ہیں +

حصّہ دوم۔ جن کے متعلّق بعض کا خیال ہے کہ اصلی ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ جعلی ہیں +

حصّہ سوم۔ جن کے متعلّق یہ اتفاق ہے کہ جسٹن کی تصنیف ہیں ہیں۔ گو بعد کے مُورّخوں نے انھیں

اس کی طرف منسوب کیا ہے +

ہماری تحقیقات ان میں سے صرف حصہ اول تک محدود ہوگی جیسے ڈو اپالوجیز (دونوں تائیدات) اور ٹریفو ایک یہودی کے ساتھ ڈائیالوگ (گفتگو) ہے۔ اس سوال کو بھی ہم سردست چھوڑتے ہیں۔ کہ دو تائیدات جو ہم تک پہنچی ہیں وہ کیا ہے اور دو تائیدوں پر یوسی بیئس کے ریمارک کیا ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری راہ میں نہیں +

متقدمین نے بہت محنت اس بات کے ثابت کرنے میں صرف کی ہے کہ جسٹن ہماری اناجیل سے واقف تھا۔ اور کہ اس نے ان میں سے بہت سی عبارتیں بطور حوالہ نقل کی ہیں۔ بعض نے یہ ثابت کیا ہے کہ گو وہ ان فقروں اور خیالات کا تتبع کرتا ہے۔ جو متی اور لوقا میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے استعمال میں ہماری اناجیل نہیں بلکہ کوئی اور کتابیں ہیں۔ یہ صاف طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ جسٹن ہماری اناجیل کا نام لے کر حوالہ کہیں بھی نہیں دیتا۔ نہ وہ کبھی متی۔ مرقس یا لوقا کا نام لیتا ہے +

جسٹن نے دوسری صدی کے نصف کے قریب اپنی کتابیں لکھیں۔ اس کی "تائید" غالباً ۱۴۷ء سے پہلے کی نہیں ہے اور "گفتگو" ۱۵۰ء کے بعد کی ہے۔ اسکے تمام حوالجات پر اس مضمون پر بحث کرنا ناممکن ہے جو اپالوجی اور ڈائیلوگ میں قریب ایک سو کے ہیں۔ اور یہ ضروری بھی نہیں۔ کیونکہ اس پر دوسرے لوگ تفصیل کیساتھ بحث کر چکے ہیں۔ چند مثالیں اور ایک عام بحث کافی ہوگی۔ میں ریویو کے قارئین کے سامنے صرف عام بحث لانا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہ بڑے بڑے امور تنقیح طلب اور تحقیقات کے نتائج کو اخذ کر لیں۔ باریک تفصیلات کے لیئے ضروری ہے کہ وہ خود مباحثہ کی ساری تفصیلات کو دیکھیں +

جسٹن بار بار اسبات کا ذکر کرتا ہے۔ کہ اس کے حوالجات یسوع کی باتوں کے متعلق اور جو کچھ اطلاع سے اس کے کاموں کے متعلق ملی ہے وہ سب اس نے "میمائرز آف دی اپاسلز" (رسولوں کے تذکرہ) سے لی ہے۔ پانچ دفعہ وہ خالی "میمائرز" (تذکرہ) کا لفظ لاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس لفظ "میمائرز" سے بہت سی تحریروں کی اناجیل کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ ایک ہی تحریر پر عائد کیا گیا ہے۔ ایک موقعہ پر جسٹن کہتا ہے "انجیل میں یہ لکھا ہے" اور ٹریفو اس کو جواب دیتا ہوا ایک دوسرے موقعہ پر کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ تمہارا اصول برائے نام انجیل میں"۔ ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ ایک ہی تصنیف کی طرف اشارہ ہے۔ صرف ایک موقعہ پر جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔ "کیونکہ رسول میمائرز

ہیں جن کو انھوں نے تصنیف کیا جو اناجیل کہلاتے ہیں" یہ آخری فقرہ عموماً الحاقی سمجھا گیا ہے ابتدائی عیسائی تصنیفات میں ایسے الحاقات کا ہمیں ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ پروفیسر سمتھ کہتا ہے:-

"الحاقات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کوئی دلیل جو صرف جسٹن کی تحریر سے اخذ کیجائے سخت احتیاط کے ساتھ قبول کرنی چاہیئے"

باوجود اس کے پادری ای۔ اے ایبٹ جسٹن کے متعلق چند اہم نتائج پر پہنچتا ہے۔ ان نتائج کو شاید بعض لوگ معتدل کہیں۔ مگر کئی لوگ اُن کو آزادانہ خیال کریں گے۔ پادری صاحب کے نتائج حسب ذیل ہیں۔ کہ "جسٹن انجیلوں کے مختلف نام رکھ کر ان میں سے عبارتیں بطور حوالہ نقل کرتا ہے کہ مسیح کے اقوال جب ان کے پہلے یہ لفظ ہوں۔ اُس نے کہا ہمیشہ متی سے مطابقت کھاتے ہیں۔ اور وہ لوقا کے احوال پیدائش اور وفات کو ترجیح دیتا تھا" پھر پادری صاحب کہتے ہیں۔ ۱"وہ آزادانہ متی اور لوقا سے عبارتیں نقل کرتا ہے" ۲"بعض وقت دونوں کی تطبیق کرکے عبارت استعمال کر لیتا ہے" ۳"وہ (برخلاف بہت سے ابتدائی زمانہ کے عیسائیوں کے) جعلی تصنیفات سے کبھی حوالہ نہیں دیتا یا شاذ و نادر دیتا ہے" اور پھر ایک فٹ نوٹ میں لکھا ہے "یہ سچ ہے کہ وہ مسودہ ۷۰ کی ایک بگڑی ہوئی صورت کو استعمال میں لاتا ہے۔ اور اعمال پیلاطوس کا حوالہ دیتا ہے۔ مگر وہ انوخ سے کبھی نقل نہیں کرتا (جیسا کہ برنباس کرتا ہے) ایسا ہی عبرانیوں مصریوں وغیرہ کی انجیل سے کچھ نقل نہیں کرتا" ہماری تحقیق کو جو نیچے درج ہے پورا پڑھ کر قارئین کرام یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہونگے کہ آیا نتائج مندرجہ بالا درست ہیں یا نہیں +

فسٹ اپالوجی میں قریباً بیس حوالجات ہیں اور ڈائیلوگ میں قریباً تیس جن کے متعلق یہ دعوے کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہماری اناجیل سے لیئے گئے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی حوالہ ایسا نہیں جو ہماری اناجیل سے بکلی اتفاق رکھتا ہو جسٹن کے بعض بیانات بار بار آتے ہیں لیکن ہر دفعہ تکرار میں وہی اختلاف اناجیل مروجہ سے چلتا ہے۔ مثال کے طور پر فسٹ اپالوجی کے پندرہویں باب میں بہت سے حوالجات ایسے ہیں جو اناجیل مروجہ کی آیات سے ملتے جلتے ہیں جسٹن میں عملی طور پر یکے بعد دیگرے واقع ہیں۔ مگر ہماری اناجیل میں وہ متفرق طور پر ملتے ہیں۔ اور بہت سے اجزاء کو اکٹھا کرنے سے بن سکتے ہیں۔ ترتیب حسب ذیل ہے۔ متی باب ۵ ورس ۲۸ و ۲۹ و ۳۲ متی باب ۱۹

عیسائی مناظرین کا مطالبہ

درس ۱۲-متی باب ۹ درس ۱۳-متی باب ۵ درس ۴۶ و ۴۴-لوقا باب ۶ درس ۲۸-لوقا باب ۶ درس ۳۴ و ۳۰-متی باب ۶ درس ۱۹-متی باب ۶ درس ۲۶-متی باب ۶ درس ۲۰-لوقا باب ۶ درس ۳۶-متی باب ۵ درس ۴۵-متی باب ۶ درس ۲۱ و ۳۳ و ۲۶ و ۲۵ متی باب ۶ درس ۱-یہ بیس حوالجات ہیں۔ کہ جسٹن کا یہ حصہ واقعی طور پر ہمارے متی اور لوقا سے نقل کیا گیا ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ان میں سے ایک بھی حوالہ ایسا نہیں جو لفظ بلفظ متی اور لوقا کے ان آیات سے ملتا ہو جو اس کے مقابل میں پیش کی جاتی ہے۔ ہر ایک کچھ نہ کچھ اختلاف متی اور لوقا سے رکھتا ہے پس عیسائی مناظرین کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم اسبات پر ایمان لے آئیں کہ جسٹن نے بڑی احتیاط سے متی اور لوقا کے بیس مختلف مقامات سے ان ٹکڑوں کو اکٹھا کیا۔ اور اپنی اپالوجی کی عبارت میں اُن کو داخل کیا۔ مگر اس قدر احتیاط کے ساتھ بیس فقروں کو الگ الگ مقامات سے اخذ کرنے اور اکٹھا کرنے کے بعد بڑی حماقت سے یا پرلے درجہ کی بے احتیاطی سے بیس کی بیس آیات کو ہی غلط نقل کیا۔ یہ ایک حصہ ہے اور اناجیل کے فرضی حوالوں میں سے یہ صرف نصف کے قریب ہیں۔ یہی حال باقی نصف کا ہے۔ وہ نہ صرف ترتیب میں ہے۔ ہماری اناجیل سے مختلف ہیں۔ بلکہ ایک بھی حوالہ ایسا نہیں کہ اُسکے الفاظ ملتے ہوں +

اب میں اس کو ایک فرضی مثال کے ذریعہ سے سمجھانے اور واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ فرض کرو ہمارے بھائی مولوی صدرالدین صاحب ایک کتاب تائید الاسلام لکھیں اور اُسمیں پچاس ۵۰ آیات قرآن کی نقل کریں اور اوّل سے آخر تک ہر ایک آیت کو غلط نقل کریں یعنی آیت قرآنی کے الفاظ کچھ ہوں اور وہ کچھ الفاظ لکھیں تو ہم مسلمان ہونے کی حیثیت میں اُن کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمیں ان پر سخت رنج ہوگا۔ لیکن علمی اور تاریخی نگاہ سے ہم یوں کہیں گے کہ وہ قرآن کریم سے قطعاً واقف نہیں۔ اگر وُہ اپنی کتاب میں یہ کہیں بھی نہ لکھیں کہ میں یہ آیات قرآن سے نقل کر رہا ہوں تو ہم کہیں گے کہ یہ اُنھوں نے قرآن سے نہیں لیں بلکہ کسی اور جگہ سے لی ہیں۔ پس یہی صورت میرے نزدیک جسٹن اور اس کے حوالجات کی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جسٹن نے جو الفاظ نقل کیئے ہیں وہ اصلی ماخذ کے مطابق نقل کیئے ہیں۔ مگر وہ ماخذ اناجیل نہیں بلکہ "میمائرز آف دی اپاسلز" ہیں اور یہ میمائرز ہماری اناجیل نہیں۔ یہ تو تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک مصنّف حوالہ دینے وقت کہیں ایک آدھ حوالہ غلط بھی نقل

کردے۔ یہ بات اس لیئے بھی زیادہ ناقابل اعتبار ٹھیرتی ہے۔ کہ وہ فقرات جن کو اُس نے بار بار نقل کیا ہے۔ ان میں ہر دفعہ وہی اختلاف نظر آتا ہے *

اس بحث کا فیصلہ یوں نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم چند لفظ اپنی اناجیل سے ملتے جلتے دیکھ کر یہ کہدیں کہ یہ فقرات ہماری اناجیل سے لیئے گئے ہیں۔ بلکہ اوّل ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ ہماری اناجیل کے ساتھ اختلافات کیا ہیں اور کیسے ہیں قبل اس کے کہ میں مثالیں دوں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جسٹن دس دفعہ "میمائرز آف دی اپاسلز" کا ذکر نام لے کر کرتا ہے۔ اور پانچ مرتبہ صرف "میمائرز" کا نام لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس میں وہ سب باتیں درج ہیں جو ہمارے نجات دھندہ یسوع مسیح کے متعلق ہیں۔ یہ میں کہہ چکا ہوں کہ جو عبارتیں جسٹن نقل کرتا ہے۔ وہ اناجیل سے ہمیشہ مختلف ہیں۔ اس لیئے زیادہ سے زیادہ جو مسیحی مناظرین کر سکتے ہیں۔ وُہ صرف یہ ہے کہ چند بہت ملتے جلتے حوالجات دیدیں۔ سب سے زیادہ ملتا جلتا حوالہ جو ٹشنڈورف نے دیا ہے وُہ متی باب ۸ ورس ۱۱ کا مندرجہ استعمال ہے۔ متی کہتا ہے۔

"بہت سے مشرق سے آئیں گے اور مغرب سے"

جسٹن دو دفعہ اس سے ملتی جلتی عبارت نقل کرتا ہے۔ اور وہ ذیل کے الفاظ میں ہے:۔

"وہ مغرب سے آئیں گے اور مشرق سے"

یہ فقرہ ڈائیلوگ ۷۶ میں بھی آتا ہے۔ جہاں بالفاظ ذیل ہے "وہ مشرق سے آئیں گے" بعض ایڈیشنیں اس کے بعد الفاظ ذیل بڑھاتی ہیں۔ بعض اُن کو حذف کرتی ہیں "اور مغرب سے" ایک اور فقرہ جو پیش کیا جاتا ہے یوں ہے "کیونکہ میں تم کو کہتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ تمہاری راستبازی ....." جسٹن میں یہ فقرہ ابتدائی الفاظ "کیونکہ میں تم کو کہتا ہوں" کو حذف کرکے آتا ہے۔ ایک اور فقرہ یُوں ہے "ہر ایک درخت جو اچھا پھل لاتا کاٹا جاتا ہے" جسٹن بھی یہی فقرہ نقل کرتا ہے۔ صرف شروع میں لفظ "لیکن" بڑھا دیتا ہے۔ یہی چند وہ فقرے ہیں جو ہماری اناجیل سے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ جن کو عیسائی مناظرین پیش کر سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ کیسی کمزور بُنیاد پر یہ عمارت اُٹھائی گئی ہے۔ اس سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پادری ایبٹ صاحب کے الفاظ جن میں یہ دعوے

کیا گیا تھا۔ کہ جسٹن کے فقرات منقولہ ہمیشہ متی سے مطابقت کھاتے ہیں۔ کیا قدر و قیمت رکھتے ہیں
اب ہم اس کے ایک اور دعوے کو لیتے ہیں۔ کہ جسٹن لوقا کے احوال پیدائیش اور وفات کو ترجیح دیتا ہے
پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ یسوع مسیح کے نسب نامہ کے متعلق متی کیا کہتا ہے۔ اس کا داؤد کی نسل سے
ہونا یوسف کے ذریعہ سے ثابت کیا گیا ہے +

"یعقوب کے ہاں یوسف پیدا ہوا جو مریم کا خاوند تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جسے مسیح کہتے ہیں"
لوقا بھی یسوع کی نسب داؤد سے بذریعہ یوسف کے ہی قایم کرتا ہے +

"ایک کنواری کو جس کا خاوند ایک مرد تھا جس کا نام یوسف تھا جو داؤد کے خاندان میں سے تھا"
"اور یسوع خود بھی تیس سال کی عمر کا ہونے لگا جو کہ (جیسا فرض کیا گیا تھا) یوسف کا بیٹا تھا جو ہیلی
کا بیٹا تھا"

اب یہاں تو متی اور لوقا یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ مگر جسٹن
عام اصول میں ان دونوں کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ وہ یسوع کا نسب نامہ داؤد سے بذریعہ یوسف
کے نہیں بلکہ مریم کے ذریعہ سے قایم کرتا ہے۔ یہاں کنواری ہے جس کا ذکر ہمیشہ ان الفاظ میں کیا
جاتا ہے "داؤد اور یعقوب اور اسحاق اور ابراہیم کے خاندان سے"

بلکہ جسٹن مریم کے ذریعہ سے نسب نامہ کو مضبوط کرنے کی خاطر ہی یوں بھی کہتا ہے +
"ہم جانتے ہیں کہ عورتوں کے باپ ان بچوں کے بھی باپ ہوتے ہیں جنھیں اُن کی لڑکیاں جنتی ہیں"
پھر لوقا کہتا ہے کہ یوسف بیت اللحم کو گیا "کیونکہ وہ داؤد کے گھرانے اور نسل سے تھا" جسٹن
کہتا ہے کہ وہ بیت اللحم کو گیا" جہاں کا وہ رہنے والا تھا۔ اپنے نام کے اندراج کے لیئے کیونکہ
اس کا خاندان یہودا کے قوم سے تھا۔ جو اس وقت اس حصہ میں آباد تھی"

اب نہ صرف جسٹن ہی ہماری اناجیل سے اس بارہ میں اختلاف کرتا ہے کہ وہ مریم کے ذریعہ سے
مسیح کا داؤد سے نسب کا تعلق قایم کرتا ہے۔ یعقوب کی انجیل۔ مریم کی پیدائش کی انجیل اور
فرضی متی کی انجیل بھی ایسا ہی کرتی ہیں۔ اور اغلب یہ ہے کہ جس ماخذ سے جسٹن نے اطلاع حاصل
کی۔ اسی ماخذ سے ان انجیلوں نے بھی حاصل کی۔ اور یہ ماخذ یقیناً ہماری اناجیل مروجہ نہیں
ہوسکتیں۔ ان واقعات کے ذکر میں جو پیدائش سے پہلے کے ہیں۔ پھر جسٹن میں اور ہماری اناجیل

ہیں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اناجیل میں باہم ایک دوسرے سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہیں صرف بڑے بڑے امور پر بحث کرسکتا ہوں جسٹن پیدائش کا ذکر ذیل کے الفاظ میں کرتا ہے +

"لیکن جب بچہ بیت اللحم میں پیدا ہوا تو چونکہ یوسف گاؤں میں کوئی مکان رہائش کے لیئے نہ پاسکا۔ اس نے گاؤں کے قریب ایک غار میں اپنے لیئے جگہ بنالی اور جب وہ وہاں تھے مریم نے مسیح کو جنا اور اسے ایک کھرلی میں رکھ دیا۔ اور یہاں ان مجوسیوں نے اسے پایا جو عرب سے آئے تھے"

تب وہ یشعیاہ باب ۳۳ ورس ۱۶ سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ضروری تھا کہ مسیح غار میں پیدا ہوتا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان اس نے "ممائرز" میں پایا۔ مجھے شاید یہ بتانیکی ضرورت نہیں کہ غار میں پیدا ہونے کا واقعہ ہماری اناجیل میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے بعد جسٹن یوں کہتا ہے "وہ لوگ جو متھراس کے رازوں کے صدر نشین تھے۔ شیطان نے ان کو یہ کہنے کی تحریک کی کہ ایک ایسے مقام میں جس کو ان کے درمیان غار کہا جاتا ہے۔ وہ اسکے ذریعہ سے پہلے پہلے داخل کیئے گئے" معلوم ہوتا ہے جسٹن کو یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ عیسائیت کے پیدا ہونے سے پہلے غار کا تعلق متھراس کے اصولوں سے تھا۔ پھر بہت سی فرضی اناجیل بھی مسیح کی پیدائش کو غار میں قرار دینے میں جسٹن کے ماخذ ممائرز کا تتبع کرتی ہیں غار قدیم سے سورج دیوتاؤں کی پیدائش کے قصوں سے تعلق رکھتی چلی آئی ہے۔ ڈینکس۔ زردشت ہرمس۔ زیئس اور ٹائیفن کے متعلق یہ قصے مشہور تھے کہ وہ غار میں پیدا ہوئے یا انکی پیدائش کا غار سے تعلق ہے۔ اپالو۔ دائیونیوس۔ ہیراکلس سیبل اور بہت سے اوروں کی پرستش غاروں میں ہوتی رہی۔ متھرا۔ ناقابل تسخیر سورج دیوتا جس کے اقبال کے ماتحت روم نے نصف معلوم دنیا کو فتح کیا اور جن کی رسوم سے عیسائیت نے اپنے بہت سے اعتقادات اور رسوم کو لیا۔ اس کے متعلق بھی یہی اعتقاد چلا آتا تھا۔ کہ وہ چٹان پر پیدا ہوا۔ چنانچہ متھرا کے پروہت اس کی رسوم اور رازوں کو چٹانوں کے یا مصنوعی غاروں میں ادا کرتے تھے +

متی کہتا ہے کہ مجوسی بچے کو دیکھنے کے لیئے مشرق سے آئے تھے جسٹن منقولہ بالا حوالہ میں کہتا ہے کہ مجوسی عرب سے آئے تھے۔ اور وہ بار بار یوں ہی کہتا ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے۔ کہ جسٹن کے ماخذ ممائرز میں ایسا ہی لکھا تھا۔ بپتسمہ کے حالات کے ذکر میں بھی جسٹن اور ہماری اناجیل میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر۔ وہ کہتا ہے:۔

"جب یسوع دریائے یردن پر گیا ..... اور جب وہ پانی میں داخل ہوا یردن میں ایک آگ روشن ہو گئی اور جب وہ پانی سے باہر نکلا تو روح القدس ایک فاختہ کی شکل میں اُس پر نازل ہوئی ..... اور اُسی لحظہ میں آسمان سے ایک آواز آئی جو داؤد کے موُنہ سے بھی نکلی تھی جب وہ مسیح کے جامہ میں ہو کر بولا کہ باپ اسے کیا کہے گا" تو میرا بیٹا ہے آج کے دن مَیں نے تجھے جنا ہے"

اب یردن میں آگ کا واقعہ ہماری اناجیل میں نہیں ہے۔ اینٹی نائسین لائبریری کے اڈیٹر ذیل کے الفاظ میں یہاں ایک نوٹ دیتے ہیں "جسٹن کو یہ بات یا زبانی روایات سے معلوم ہوئی یہ وضعی اناجیل سے" اصل یہ ہے کہ جسٹن کو یہ بات ممائرز" سے معلوم ہوئی۔ جیسا کہ اس کی ان ریمارکوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا۔ جو امتحان پر اس نے کی ہیں۔ آسمانی آواز کے جن الفاظ میں یہاں انکا ذکر ہے وہ بھی خاص طور پر قابل نوٹ ہیں۔ کیونکہ جسٹن انہی الفاظ کو کئی مرتبہ دوہراتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ "ممائرز" میں یہ الفاظ اسی طرح آئے ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ اس شکل میں یا بالکل ملتی جلتی شکل میں بعض وضعی اناجیل میں بھی پائے جاتے ہیں اور منجملہ دیگر وضعیات کے عبرانیوں کی انجیل میں بھی پائے جاتے ہیں جس کے متعلق پادری ایبٹ صاحب کا یہ دعوٰے ہے کہ اس میں سے جسٹن نقل نہیں کرتا۔ آگ کا واقعہ بھی اسی انجیل میں موجود ہے:۔

پھر باغ میں آخری مصائب کا ذکر کرتے ہیں۔ بہت سے اختلاف پائے جاتے ہیں جسٹن کہتا ہے:۔

"کیونکہ ممائرز میں جو میں کہتا ہوں اس کے حواریوں اور اُن کے پیروؤں کی تصنیف ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کا پسینہ قطروں کی طرح بہا۔ جبکہ وہ یہ کہتا ہوا دُعا کر رہا تھا۔ اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ ٹلجائے"

یہ دعا لوقا سے بھی اختلاف رکھتی ہے۔ متی کے بیان کے یہ زیادہ قریب ہے۔ مگر متی میں جان کندن کے پسینے کا کوئی ذکر نہیں اور اس لیئے اس سے۔ لیئے جانے کا خیال نہیں ہوسکتا۔ ایک اور موقعہ پر جسٹن ایک اور دُعاء کا ذکر کرتا ہے:۔

"کیونکہ اس دن جس دن وہ صلیب دیا گیا۔ اپنے تین شاگردوں کو وہ ایک پہاڑی الوٹ نام پر لے گیا جو یروشلم میں ہیکل کے بالمقابل واقع ہے۔ اور اس نے ان الفاظ میں دُعا کی: باپ اگر

یہ ممکن ہے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ اور پھر اس نے دُعا کی: نہ جیسا کہ میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا کہ تو چاہتا ہے" پہلا حصّہ قریبًا قریبًا متی سے متفق ہے مگر دوسرے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے +

متی۔ تاہم جیسا کہ میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو۔

لوقا۔ تاہم نہ میری مرضی بلکہ تیری ہو۔

جسٹن۔ نہ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ بلکہ جیسا تیری رضا ہو۔

پھر جسٹن کو صرف اسی قدر معلوم ہے کہ صرف تین شاگرد ساتھ گئے تھے۔ اور اس سے اس فرشتہ کا کوئی علم نہیں جس نے اس کو قوت دی۔ گو یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ لوقا کے مسودات سکندریہ اور ویٹیکن میں آیات ۴۳ و ۴۴ میں پائی جاتیں۔ پھر بھی جسٹن ہماری اناجیل سے اتنا ہی اختلاف رکھتا ہے جیسا کہ اناجیل خود ایک دوسرے سے یہی حالت جسٹن کے تذکرہ تحقیقات مقدمہ کی ہے جس طرح اُس نے ذکر کیا ہے اس کی تطبیق اناجیل سے ناممکن ہے جسٹن کے ذکر کی تائید مختلف وضعی اناجیل سے ہوتی ہے۔ بالخصوص پطرس کی انجیل سے +

اب اگر جسٹن کو ہماری اناجیل کا علم تھا۔ جیسا کہ دعوے کیا جاتا ہے۔ تو کم از کم واقعات صلیب کے ذکر میں ہی اس کے اس علم کی کوئی شہادت ہمیں ملجاتی۔ مگر ویسے ہی اختلافات یہاں بھی پائے جاتے ہیں۔ جسٹن کہتا ہے :-

"اور پھر جب وہ کہتا ہے وہ اپنے ہونٹوں کے ساتھ بولے۔ اُنھوں نے سر کو ہلایا یہ کہتے ہوئے وہ اپنے آپ کو چھڑالے۔ اور کہ یہ سب باتیں یہودیوں کے ہاتھ سے مسیح پر واقع ہوئیں۔ تم معلوم کر سکتے ہو۔ کیونکہ جب اُس کو صلیب دیا گیا وہ اپنے ہونٹوں سے چلّائے۔ اور اُنھوں نے اپنے سروں کو ہلایا۔ یہ کہتے ہوئے وہ جو مُردوں کو زندہ کرتا تھا اب اپنے آپ کو چھڑائے"

جسٹن یہاں صلیب کے واقعات کا ذکر ایسے الفاظ میں کرتا ہے جن سے پُرانے عہدنامہ کی پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو۔ اور اپنے بیان کی تائید میں زبور کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ اپنے ماخذ کی ٹھیک ٹھیک پیروی کررہا ہے۔ اور یہ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دوسری جگہ اسی بیان کی توسیع کرتے ہوئے جہاں وہ قریبًا انہی الفاظ کو دوہراتا ہے وُہ اسباب کا اعتراف کرتا ہے :-

"کیونکہ وے جنھوں نے اسے صلیب پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے سر کو ہلایا

اور ہونٹوں کو مروڑا اور ایک دوسرے کی طرف اپنی ناکوں کو پھیرا۔ اُنھوں نے استہزا سے وہ الفاظ بولے جو اس کے رسولوں کے "ممائرز" میں لکھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہی اب نیچے اُترے۔ اب خدا اسے بچائے ۔"

یہ ظاہر ہے کہ استہزا کرنے والوں کی طرف جو الفاظ یہاں منسُوب کیئے گئے ہیں وہ اُن سے مختلف ہیں جو ہماری اناجیل میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس ذکر میں کچھ اور خصوصیتیں بھی ہیں جو ہماری اناجیل میں نہیں جسٹن یہ بھی کہتا ہے کہ صلیب کے بعد سب شاگردوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور بھاگ گئے +

"چنانچہ جب وہ صلیب پا چکا۔ اس کے سارے آشناؤں نے بھی اس کا انکار کر کے اُسے چھوڑ دیا۔"

یہاں انکار بارہ کے بارہ کی طرف منسُوب ہے۔ پطرس کی طرف بھی۔ اس کی تائید اس کے مزید بیانات سے ہوتی ہے +

جسٹن ایسی باتیں اور پیشگوئیاں مسیح کی طرف منسُوب کرتا ہے۔ جن کا ہماری اناجیل کو کوئی علم نہیں جو تفرقوں اور کفریہ اعتقادات کے متعلق اور جھُوٹے مسیحوں اور جھُوٹے رسولوں کے متعلق ہیں۔ جھوٹے مسیحوں اور جھُوٹے نبیوں کا ذکر تو یہاں ضرور ہے مگر جھُوٹے رسولوں کا کوئی ذکر نہیں نہ ہی تفرقوں اور کفریہ اعتقادات کا کوئی ذکر ہے۔ ہیگیسپس میں "جھوٹے مسیحوں جھُوٹے نبیوں اور جھُوٹے رسولوں" کا ذکر ہے اور اغلب یہ ہے کہ ہیگیسپس نے عبرانیوں کے مُطابق انجیل کی پیروی کی۔ پھر ایک وعدہ ہے جس کا ذکر ہماری اناجیل میں نہیں اور الفاظ ہیں جو ہماری اناجیل میں نہیں پائے جاتے۔ جو گریبئس کے نزدیک عبرانیوں کے مطابق انجیل سے لیئے گئے ہیں۔ یہ حسب ذیل ہے:۔

"اس لیئے بھی ہمارے خداوند یسُوع مسیح نے کہا۔ جن چیزوں میں تم کو پاؤں گا اُنھی میں مَیں تمہارا محاسبہ کروں گا۔"

یہ بالکل درست کہا گیا ہے۔ کہ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ جسٹن نے ایک مرتبہ بھی عبرانیوں کے مطابق انجیل یا دوسری غیر مسلم اناجیل کا حوالہ دیا ہے۔ تو پھر اس دعوے کے لیئے کوئی وجہ باقی

نہیں رہتی کہ اُس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔ چونکہ اُس کے منقولات اور حوالجات مروجہ اناجیل سے ہمیشہ اختلاف رکھتے ہیں۔ اِس لئے یہ نتیجہ لازمی ہے کہ اس کا ماخذ کوئی اور انجیل یا اناجیل تھیں وہ ہماری اناجیل میں سے کسی کا بھی نام لے کر ذکر نہیں کرتا۔ نہ ان کے فرضی لکھنے والوں کا بھی نام لیتا ہے۔ یُوحنا حواری کا وہ ایک دفعہ بحیثیت مصنف مکاشفات ذکر کرتا ہے جس کے متعلق اب ہم سب اتفاق کرتے ہیں کہ وہ یُوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے۔ پطرس کا بھی وہ ایک دفعہ بظاہر بحیثیت مصنف "ممائرز" ذکر کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے جسٹن کے نزدیک کتاب مقدس کا نام صرف پرانے عہد نامہ کی کتابوں پر ہی صادق آتا ہے "ممائرز" کو وہ کتاب مقدس کا جُزو نہیں سمجھتا +

عبرانیوں کے مطابق انجیل

یہ انجیل ابتدائی عیسائی مصنفین اور ابتدائی کلیسیا میں بالخصوص شام کے ملک میں بڑی شہرت رکھتی تھی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جسٹن اگنیشئیس پیپئس بار بار اس کے حوالے دیتے ہیں اور اس سے عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ اور ہیگیسپس۔ سرنتھس۔ کارپوکریٹس اور نزنیین اور بہت سے دُوسرے لوگ اس کی پیروی کرتے تھے۔ اس کے مختلف نام تھے۔ آیا یہ انجیل دُوسری اناجیل میں سے جیسے پطرس کی انجیل۔ رسولوں کی۔ ناصریوں کی۔ ابیونیوں کی۔ مصریوں وغیرہ کی انجیل میں سے کسی ایک کے ساتھ ملتی ہے۔ یعنی اُنہی میں سے ایک ہے یا نہیں۔ اس بحث میں پڑنے کی ہمکو ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس اس کے صرف بعض اجزا پُہنچے ہیں اور مسودات جن میں یہ ٹکڑے ملتے ہیں بہت پچھلے زمانہ کے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اناجیل کے سارے مسودات کی طرح ان میں کثرت کے ساتھ الحاقات ہیں۔ اس انجیل میں اور مروجہ اناجیل میں اختلافات کثیر کا ہونا ان ٹکڑوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے جو ہم تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے بعض اختلافات پر ہم بحث کر چکے ہیں۔ لیکن اب عبرانیوں کے مطابق انجیل دوسری وضعیات کے ساتھ شمار کیجاتی ہے +

ہمارا ارادہ یہ تھا۔ کہ اس تحقیقات کو اور وسعت دیجائے۔ لیکن اب ہم دُوسری صدی کی نصف تک پُہنچ چکے ہیں۔ اور جن واقعات کا ذکر اناجیل مروجہ میں بتایا جاتا ہے۔ ان پر ایکسنو سال سے زیادہ کا عرصہ ہم عبور کر چکے ہیں۔ ہم نے ابتدائی رسولوں کے زمانہ کے بزرگوں کی تحریروں کو غور سے دیکھ لیا ہے۔ اور اس قدر حوالجات بھی اُن سے دیکھے ہیں۔ کہ جس سے

زیادہ ہمارے قارئین کرام برداشت نہیں کر سکتے۔ پس اب وقت ہے کہ ہم اس تحقیقات کے نتیجہ کو جو اس زمانہ سے متعلق ہے۔ جب ابھی عیسائیت بن رہی تھی۔ اور اُس کی کتابیں مقرر نہ ہوئی تھیں۔ بطور خلاصہ بیان کریں ✦

عیدُ الضحےٰ

امسال یوم مُبارک عید الضحےٰ حسب معمُول نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ جس بیش از پیش جوش اور عقیدت کے ساتھ یہ تہوار اسلامی سال بسال اس مغربی دُنیا میں منایا جاتا ہے اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ اسلام کس درجہ مقبول ہو رہا ہے۔ گذشتہ عید سلسلہ عید ہائے اسلامی میں چھٹی عید تھی جو انگلستان میں منائی گئی ہے۔ اس تہوار کا منانا اس سرزمین میں صرف ایک اسلامی سُنّت کا اتباع ہی نہیں۔ بلکہ یہ اُس زنجیر کی خوبصورت کڑیاں ہیں جو انگلستان کی اسلامی زندگی کے سلسلہ کو قائم و دائم رکھنے کی ضامن ہے۔ جیسا کہ قبل سے معلوم تھا امسال عید الضحےٰ ۸۔ اکتوبر سالِ روان کو قرار پائی۔ اور مثل یوم عید الفطر کے یہ دن انگلستان میں قابل یاد رہے گا۔ جب سے عید کا ووکنگ میں منانا قرار پایا ہے۔ انگریز نومسلموں اور دیگر مسلمانان مقیم انگلستان کے لیئے اس یومِ مبارک کی تقدیس ایک خاص رنگ لیئے ہوئے ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیم کا سب سے نمایاں پہلو یعنے اخوت و مساوات کا دلکش نظارہ اپنی بہترین صورت میں اس دن ظاہر ہوتا ہے۔ عید سے ایک روز قبل آمد مہمانان کا مبارک سلسلہ شروع ہو گیا۔ چند ایک احباب انگریز جنھیں اس یوم مبارک سے خاص دلچسپی ہے سویرے ہی سے انصرام کار ضروری میں امداد و اعانت دینے کے لیئے احاطہ مسجد میں موجود تھے۔ دس بجے سے قبل تمام لنڈن اور دیگر اطراف سے آنیوالی ٹرینوں سے جوق جوق اسلامی بھائی اور بھینیں اس دن کی رونق بڑھانے کے لیئے آ رہی تھیں۔ گیارہ بجے کے قریب جو نماز کا مقررہ وقت تھا مجمع کثیر ہو گیا۔ نماز کیلئے

تکبیر کی صدا بلند ہوئی۔ اور تمام حاضرین و حاضرات حضرت خواجہ صاحب کی امامت میں اپنے خدائے واحد کے روبرو سرنگوں کھڑے ہوگئے۔ نماز کے اختتام پر امام نے قربانی کے سچے معانی پر ایک مبسوط وعظ فرمایا جو رسالہ اسلامک ریویو کے کسی نمبر میں مفصل شائع ہوگا۔ علاوہ اس اسلامی گروہ کے جن کو اسلام سے دلچسپی ہے۔ اس عظیم الشان مجمع میں تمام دُنیا کے مُسلمان نمائندے موجود تھے۔ علاوہ ہندوستانی۔ انگریزی۔ فرانسیسی بلجیمی اور ممالک یورپ و ایشیا و افریقہ کی ایک جماعت کے مقتدر تمام حصص مصر و عرب کے اپنے اپنے قومی لباسوں میں موجود تھے۔ یہ سب اس اسلام کے طفیل ایک دوسرے کو بھائی بھائی کہکر بغل گیر ہو رہے تھے۔ اس دل کش اور خالص اسلامی نظارے کا اثر ایسا تھا جو آسانی سے دِل سے محو نہیں ہو سکتا۔ نماز میں شامل ہونے والے احباب دو صد سے کچھ اُوپر تھے جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں مرزا عبّاس علی بیگ۔ شہزادی صالح۔ سید البکری مصری خاندان مسٹر سمتھ خاندان محمد اشرف ہادل وغیرہ وغیرہ ایک صد کے قریب زائرین تھے۔ اور بہت سے احباب کے خطوط ملے جو بوجہ کاروبار حاضر نہ ہو سکے .... الغرض نماز کے بعد میموریل ہوس کے وسیع لان پر جملہ حاضرین و حاضرات نے ایک دسترخوان پر پُر تکلف پلاؤ قورمہ وغیرہ ہندوستانی کھانا تناول فرمایا۔ دسترخوان کے انتظام میں ہماری مقامی نومسلم ہمشیرگان نے قابل تحسین حصہ لیکر اپنی سچی محبّت اور اخلاص اسلامی کا ثبوت دیا۔ جزاك الله احسن الجزا۔ بعد نماز ظہر و عصر سہ پہر کی چاء پی گئی جس میں سب کے سب شریک تھے۔ نماز مغرب کے بعد دُور سے آنے والے احباب رُخصت ہونا شرُوع ہوگئے۔ پھر بھی نماز عشا میں شریک ہونیوالوں کی تعداد اچھی خاصی تھی +

جس سچی محبّت سے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پروردگار عالم کو اس مادہ پرست دُنیا میں اپنی رحمانیت اور رحیمیت کا کرشمہ دکھانا منظور ہے معزز ناظرین یہ خبر سُن کر خوش ہونگے کہ جناب مولانا مولوی صدرالدّین صاحب جو گذشتہ دو ماہ سے علیل تھے اب قبل سے قدرے رو بصحت ہیں۔ قرآن شریف کے ترجمہ کے متعلق شب و روز مصروف ہیں۔ جو انشاالله عنقریب ختم ہونیوالا ہے +

ملک عبدالقیوم بی۔اے علیگ

سیرت نبوی

نمبر ۳

ایسے ہی ایک موقعہ پر جب قریش کے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خلاف منصوبے کر رہے تھے۔ ایک قوم کے سردار۔ النصر نے کہا۔ کہ تمہاری ایک تدبیر کے خلاف تو میں ابھی کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناکام رہے گی۔ کیونکہ جو کچھ بھی تم آنحضرت کے خلاف کہو۔ لوگ ان باتوں کو کبھی نہیں مانیں گے۔ کیونکہ وُہ سب آپ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ آپ ان کے اندر پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے۔ اور وُہ بچپن سے آپ کے سارے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ اُنھوں نے آپ کو جوانی میں بڑھتے دیکھا ہے۔ اور وُہ سب آپ سے محبت کرتے ہیں۔ امانت اور صداقت میں آپ ہمیشہ سے مشہور رہے ہیں۔ اب جب اس قدر نیکی اور راست بازی ان کی جوانی کے ایام میں پائی گئی ہے۔ تو کس طرح اس عمر میں پہنچ کر اس کے خلاف ان کے متعلق تم کچھ کہہ سکتے ہو۔ اور کیا تم صرف اسی لئے یہ باتیں کہتے ہو کہ وُہ ایک ایسا پیغام لائے ہیں جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ خدا کی قسم وُہ نہ ساحر ہے۔ نہ خواب بیں ہے۔ نہ کاہن ہے۔ نہ مجنوُں ہے (دیکھو زرقانی)

مگر اس کے مشورہ کو متکبر دشمنوں نے پسند نہ کیا۔ اور آپ کو تکلیف پہنچانے کے منصوبے وہ ہمیشہ کرتے رہے۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دکھ دیتے رہے۔ عمارؓ کا والد یاسر بڑے ظلم کے ساتھ مارا گیا۔ اور اُن کی والدہ سمیعہ کو خود ابوجہل نے وحشیانہ طریق پر برچھی مار کر مار دیا۔ اس بات پر بحث ہوئی ہے کہ خاوند پہلے مارا گیا یا بی بی۔ مگر اکثر محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے شہادت کا پیالہ پیا وہ ایک عورت ہی تھی۔ اور اُس وقت بھی جب اُس کو معلوم ہو گیا کہ اس کے اظہار اسلام کا نتیجہ ایک خطرناک مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اُس نے اپنے مذہبی عقیدہ کو چھپایا نہیں۔ بلکہ بڑی جوانمردی سے اس کا اعلان کیا اور موت کو برضا و رغبت قبول کیا۔

بلالؓ جو ایک حبشی غلام تھے۔ اُن کو بھی توحید الٰہی کے اقرار کی وجہ سے بڑے بڑے

بڑے بڑے مصائب اُٹھانے پڑے۔ اُسے جلتے ہوئے پتھروں پر ڈالا گیا۔ اور عرب کے بیابان کی جلتی ہوئی دھوپ میں رکھا گیا کہ وہ اسلام سے انحراف کرے۔ مگر اُس نے سب مصیبتوں کو اسلام کی نعمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا۔ اُس کو ایک شخص کے سپرد کیا گیا۔ کہ اسے مکّہ کے بازاروں میں پھرائے اور اسلام پر اصرار کی وجہ سے اسے کوڑے لگائے۔ مگر اس کا ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسا مضبوط تھا کہ یہ سب مصائب اُس کو ہیچ نظر آتی تھیں۔ اور خطرناک سے خطرناک اذیت کے پہنچائے جانے پر بھی۔ بلکہ حالت بیہوشی میں بھی اُس کے مُونھ سے ایک ہی آواز نکلتی تھی احد احد۔ خدا صرف ایک ہے۔ خدا صرف ایک ہے۔ اس کے گلے میں رسّے ڈالے گئے جن کے ذریعہ سے اسے زمین پر گھسیٹا گیا۔ یہاں تک کہ اُس کی گردن زخمی ہوگئی۔ اور طرح طرح کے دکھ اُسے دیئے گئے۔ اور آخر حضرت ابوبکر نے اُس کی قیمت دے کر اُسے آزاد کرایا اور ان مصائب سے نجات دلائی۔ حضرت ابوبکر نے اور بھی کئی ایک غلام کو اسی طرح کفار کے پنجہ سے چھڑایا۔ اور کئی غلام مردوں کے علاوہ لونڈیاں بھی اسی طرح اُن کے ظالم مالکوں سے خرید کر رہا کی گئیں۔ حضرت ابوبکر کے اِن کاموں کی وجہ سے لوگ ان کے دشمن ہوگئے۔ حالانکہ آپ کی ایسی فیاضی کی وجہ سے پہلے وہی لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان مشکلات نے حالات کو اور بھی خطرناک کردیا۔ ایک موقعہ پر جناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان مصائب سے جو مسلمان اٹھا رہے تھے۔ اطلاع دینے کے لئے کعبہ میں گئے۔ جہاں آپ اطمینان سے ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ اس پر جناب کو حیرت ہوئی اور اُنھوں نے کہا کہ یارسول اللہ آپ ان دشمنان دین پر بددعائیں نہیں کرتے اور اُن پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے جو ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو خطرناک اذیتیں پہنچا رہے ہیں محض اس لئے کہ وہ اسلام سے منحرف کیوں نہیں ہوتے اور اس دین سے توبہ کیوں نہیں کرتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا اللہ تعالٰے ہمیں غالب فرمائیگا اور یقیناً وہ وقت بھی آئیگا۔ کہ جب ایک مسافر صفا سے حضر موت تک بلا خوف و خطر سفر کرسکے گا۔ یہ پیشگوئی بعد میں کیسی صفائی سے پُوری ہوئی۔ جب اسلام کی بادشاہت عرب میں قائم ہوگئی بالآخر ان مصائب نے جو ناقابل برداشت ہوگئی تھیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مجبور کیا کہ آپ اپنے ساتھیوں کو ملک حبش کی طرف جہاں نجاشی بادشاہ تھا۔ ہجرت کا مشورہ دیں جسکا

ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان ابتدائی مہاجرین میں بعض اسلامی لیڈر بھی تھے۔ انہی میں حضرت عثمان اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رُقیہ حضرت عثمان کی بی بی بھی تھیں۔

انہی ایام میں عرب کے ایک بڑے عظیم الشان انسان نے جو اب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خطرناک دشمنوں میں سے تھا۔ اسلام کی صداقت کو محسوس کیا۔ اور آخر اس پاک مذہب کو قبول کرکے اسلام کا ایک بڑا بھاری معاون ثابت ہوا۔ یہ حضرت عمر تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے دوسرے جانشین ہوئے۔ آپ کی شہرت نہ صرف اس لئے ہے کہ آپ دنیا کے ایک عظیم الشان مدبر ثابت ہوئے۔ بلکہ آپ کا عدل کا قائم کرنا۔ راستبازی اور انصاف میں ایک اعلےٰ درجہ کا نمونہ قائم کرنا۔ اور بیت المال کے اموال میں پرلے درجہ کی احتیاط کو برتنا ان سب امور میں آپ کی شہرت کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ مگر قبول اسلام سے پہلے آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے معاند تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی جان لینے کے درپے رہا کرتے تھے۔ اور آپ کے قبول اسلام کی ایک دلچسپ کہانی ہے۔ ایک دن آپ اس پختہ ارادے سے گھر سے نکلے۔ کہ جو کچھ اب ہو آج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ضرور ہی قتل کردوں گا۔ راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور اُن کے اس ارادہ پر اطلاع پاکر اُس نے کہا کہ تم اسلام کے اس قدر دشمن ہو۔ مگر تمہارے اپنے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ آپ نے متعجب ہوکر دریافت کیا۔ کہ تم کیا کہتے ہو۔ اُس نے کہا کہ تمہاری ہمشیرہ مسلمان ہوگئی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور آپ نے سیدھا اپنی ہمشیرہ کے گھر کا رُخ کیا۔ اُس وقت اُن کی ہمشیرہ قرآن کریم پڑھ رہی تھیں۔ کیونکہ جو لوگ مسلمان ہوتے تھے وہ اس پاک کتاب کی تلاوت کو اپنے لئے غذا سمجھتے تھے۔ حضرت عمر کچھ دیر تک دروازہ سے باہر کھڑے سنتے رہے۔ اور آخر دروازہ کو کھٹکھٹانے پر اُن کی ہمشیرہ نے دروازہ کھولدیا مگر کھولتے ہی حضرت عمر کے غضبناک چہرہ کو دیکھکر* میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ تب اُنھوں نے اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ اُن کی ہمشیرہ نے اپنے خاوند کو چھڑانے کی کوشش کی مگر اُن کو بھی اس کشمکس میں چوٹیں آئیں۔ اور اُن کا خون بہنے لگا۔ تب اُنھوں نے اپنے بھائی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ ہم تو اسلام کو قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عُمر نے پوچھا کہ جو کتاب تم پڑھ رہی تھیں وہ کیا تھی [illegible] اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر قرآن کریم

* وہ سخت خائف ہوئے تب انہوں نے اپنے بہنوئی اور بہن کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ اے اپنی جان کے دشمنوں

کو وہ حضرت عمرؓ کے اندر آنے سے پہلے چھپا چکے تھے۔ اور اُن کی ہمشیرہ نے دکھلانے سے انکار کیا اور آخر اُن کے اصرار پر کہا کہ تم نجس ہو اور اس پاک کتاب کو نہیں چھو سکتے۔ آخر جب بہت اصرار ہوا تو اُنھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ پہلے غسل کریں۔ جب اس کی تعمیل کی گئی تو سورہ طٰہٰ (قرآن کریم کا وہ حصّہ جو اُس وقت اُن کے پاس موجود تھا) لائی گئی۔ اور حضرت عمرؓ نے اُسے پڑھنا شروع کیا۔ جب اس کا کچھ حصّہ آپ پڑھ چکے تو آپ کے دل پر اُس کی صداقت کا اور عظمتِ الٰہی کا ایسا اثر ہؤا کہ آپ وہیں بول اُٹھے کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسُول ہیں۔ وہاں سے وہ سیدھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کی ایک جماعت کو تعلیم دے رہے تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو صحابہ نے حضرت عمرؓ کی آواز سُن کر دروازہ کھولنے سے انکار کیا۔ کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلّق بڑے خطرناک ارادے رکھتے ہیں۔ آخر اُن کے بار بار دروازہ کھٹکھٹانے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود دروازہ کھولنے کا ارشاد فرمایا۔ مگر دروازہ کھولتے ہی دو آدمیوں نے دائیں اور بائیں سے آپ کو پکڑ لیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس حالت میں اُن کو لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو اور قریب آنے دو۔ اس حکم کی تعمیل ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ابن الخطاب اللہ پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اُس کے نبی ہیں۔ اسپر آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھیوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اور سارا مکان اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھا +

حضرت عمرؓ کے اعلانِ اسلام سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی اور اب اُنھوں نے علانیہ نمازیں پڑھنی شروع کیں۔ حضرت عمرؓ نے خود بھی اس بات پر زور دیا کہ ہم کو چھپ کر نمازیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں اور حق پر ہو کر ہم کسی سے خائف نہیں ہو سکتے۔ اسی بنا پر حضرت عمرؓ کا نام الفاروق ہو گیا یعنی حق اور باطل میں کھلا فرق کر دینے والا۔ مکّہ والے حضرت عمرؓ کے مخالف ہو گئے۔ مگر آپ اُن کی مخالفت سے خائف نہ ہوئے۔ اور اسلام کی حمایت

ہیں کارہائے نمایاں کر کے دکھائے۔ مگر اسلام کے دشمنوں نے بھی اپنا رویہ خطرناک کر دیا اور اب اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے خلاف بحیثیت جماعت کوئی ایسی کارروائی کیجائے جس سے وہ بالکل معدوم ہو جائیں۔ چنانچہ اُنھوں نے کہدیا کہ اگر تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ دگے تو ہم تمہارے ساتھ سارے تعلقات منقطع کر دیں گے اور کسی قسم کا معاملہ تمہارے ساتھ نہیں کریں گے۔ چنانچہ آخر اُنھوں نے یہی کیا اور قریبًا پورے تین سال تک الشعب؟ میں بند رہے۔ اور بڑے بڑے خطرناک مصائب اس زمانہ میں اُن کو اُٹھانے پڑے کیونکہ تاجروں نے ہر قسم کے لین دین کو اُن کے ساتھ بند کر دیا۔ ان حالات میں دوبارہ قریبًا اسیؔ آدمی حبش کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے جن میں بچےؔ اور عورتیں بھی تھیں اور یہ حبش کی دوسری ہجرت تھی۔ قریش نے عرب کے ساحل تک اُن کا تعاقب کیا۔ مگر وہ ایک دن پہلے نکل چکے تھے۔ مگر دشمنانِ اسلام کا جوش دیوانگی اسلام کے خلاف اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ وہ آخر سمندر کو بھی عبور کر کے خود حبش میں پہنچے اور نجاشی سے درخواست کی کہ مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ نہ دے۔ بلکہ اُن کو ان کے ساتھ واپس جانے پر مجبور کرے۔ اور اُن پر طرح طرح کے بہتان باندھے۔ تب نجاشی نے جعفر کو جو مسلمانوں کے امیر تھے بُلا بھیجا۔ حضرت جعفر جب نجاشی کے سامنے آئے تو آپ نے ایشیائی درباروں کی طرح زمین کے ساتھ لگ کر نجاشی کو سلام نہ کیا۔ جب بادشاہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے کہا۔ کہ ہمارے مذہب میں سوائے خدا کے کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ تب آپ نے وہ مؤثر تقریر بادشاہ کے سامنے کی۔ جس میں آپ نے بتایا۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کیا تھے اور آپ کی بدولت ہم نے کیا کیا سیکھا اور کن اخلاقِ فاضلہ کو پایا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بڑے بڑے اصول کو بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح آپ نے ہر ایک قسم کی بدیوں سے ہم کو نجات دی ہے۔ شرابخوری۔ زنا۔ جوئے۔ خفیہ شادیاں کرنے لڑکیوں اور کمزوروں کو مارنے۔ خون اور مُردار کے کھانے اور طرح طرح کی بلاؤں کی پرستش کرنے سے بچایا ہے۔ کس طرح پر حسد اور خود غرضی سے ہم کو بچایا ہے۔ اور ایک خدا کی عبادت کی اور صدقات و خیرات کی ہم کو تعلیم دی ہے۔ اس تقریر پر مسلمانوں کے دشمنوں میں سے

ایک نے کہا کہ یہ لوگ مسیح کی بھی ہتک کرتے ہیں۔ تب جعفرؓ نے کہا کہ ہم حضرت عیسےٰ کو خدا کا ایک نبی مانتے ہیں اور اُن کی والدہ مریم کو صدیقہ اور راستباز جانتے ہیں اور جو الزام یہودی اُنپر لگاتے ہیں اُن کو اُس سے پاک سمجھتے ہیں یہ سُن کر نجاشی بہت خوش ہؤا اور اُسنے دشمنانِ اسلام کی درخواست کو نامنظور کیا اور بالآخر خود بھی اسلام قبول کر لیا +

شرک اور اُس کی سزاء

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء (النساء - ۴۸) - اس بات کو اللہ ہرگز نہیں بخشتا۔ کہ اس کے ساتھ شریک ٹھیرایا جائے۔ اور اُس کے سوائے جو کچھ ہو جسے چاہے بخش دیتا ہے +

آیت کریمہ مندرجہ عنوان میں اللہ تعالےٰ نے شرک کو تمام برائیوں کا اصل الاصول قرار دیا۔ پس توحید گویا تمام نیکیوں کی جڑ ہوئی۔ اوّل یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شرک کیا چیز ہے صرف بتوں یا چاند سورج ستاروں ہواؤں وغیرہ کا پُوجنا ہی شرک نہیں۔ بلکہ یہ وہ موٹی قسم شرک کی ہے جس میں بُت پرست عناصر پرست قومیں گرفتار ہیں۔ اور نہ صرف یہی شرک ہے کہ کسی انسان کو فی الواقع خدا سمجھا جائے۔ جیسے ہندو کرشن یا رامچندر کو یا عیسائی مسیحؑ کو سمجھتے ہیں۔ بلکہ سب سے بڑا شرک جو اس وقت مسلمانوں میں پھیل رہا ہے وہ پیر پرستی یا علماء پرستی کا شرک ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ یہودیوں کو بھی عیسائیوں کے ساتھ ملزم کیا گیا ہے کہ اُن کے پاس توحید نہیں رہی۔ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کیونکہ انھوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔ لکھا ہے کہ عدی بن حاتم (جو اس واقعہ کے وقت نصرانی تھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سورہ توبہ پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ تو عدی نے کہا ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ٹھیک نہیں کہ جو چیز خدا نے حلال کی ہے وہ اُسے حرام ٹھیراتے ہیں۔ تو تم بھی حرام ٹھیراتے ہو

اور جو چیز خدا نے حرام کی ہے وُہ اسے حلال بتاتے ہیں تو تم بھی حلال سمجھنے ہو اُس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہی اُن کی عبادت ہے۔ گویا علما اور پیروں یا سجادہ نشینوں کے اقوال کو جو کتاب اللہ کے خلاف ہوں بغیر سوچے سمجھے قبول کرتے جانا یہ بھی ایک شرک ہے اور یہ جو بعض مرید اپنے پیروں اور سجادہ نشینوں کے متعلق ایسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ اُن کے پیر کہتے یا کرتے ہیں۔ بس وہی حق ہے۔ اور کتاب اللہ کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ اُس کی پروا بھی نہیں کرتے۔ جیسا کہ اکثر مُسلمانوں کی حالت اس زمانہ میں ہے۔ یہ وہی شرک ہے جس کا ذکر اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابًا من دون اللہ میں ہے اور اس شرک نے مسلمانوں کو بالکل ذلیل کر دیا ہے۔ پھر اپنے پیروں کی دعاؤں پر اعتماد بھی شرک کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ ہر ایک گروہ اپنے اپنے پیر کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اُس کی دُعا سے یا توجہ سے ہماری مصائب ٹل جاتی ہیں۔ اس شرک میں اور اس بُت پرست کے اعتقاد میں جو سمجھتا ہے کہ بُت کی عبادت سے میری مصیبت ٹل جاتی ہیں بہت کم فرق ہے۔ یہ تو ظاہر قسمیں شرک کی ہیں۔ قرآن کریم نے ایک اور قسم کے شرک کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اپنی خواہشات کی پیروی کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ ارایت من اتخذ الھہ ھوٰہ۔ پھر بعض اس سے بھی باریک قسم کے شرک ہیں +

شرک کو کیوں ایسا خطرناک جرم قرار دیا ہے۔ کیا خدا کی شان اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے میں کچھ کم ہو جاتی ہے۔ اس لیئے وہ ایسا ناراض ہو جاتا ہے کہ وُہ بخشتا ہی نہیں؟ اگر ساری دنیا بھی خدا کے ساتھ شریک بنائے تو اس سے اُس کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اور اگر ساری دُنیا موحد ہو جائے تو اس سے خدا کی شان بڑھ نہیں جاتی۔ بات یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا کر انسان اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا۔ اُس کو اعلےٰ سے اعلےٰ صفات دیں۔ اُس کو بتا دیا کہ اس عالم کی ساری طاقتیں اور ساری چیزیں ہم نے تیرے لیئے مسخر کر دی ہیں۔ وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا۔ منہ (الجاثیہ۔ ۱۳) پس اس کو سب مخلوقات سے اشرف بنایا۔ پھر باایں اگر وُہ بتوں کے آگے یا عناصر کے آگے یا سورج چاند کے آگے یا

خود اپنے بھائی انسان کے آگے عبودیت کی ذلّت اختیار کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو اس اعلےٰ مرتبہ سے نیچے گرا دیتا ہے۔ پس خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا درحقیقت انسانیت کو ذلیل کرنا اور اس شرف کو چھوڑنا ہے جو خدا نے انسان کو دیا ہے۔ اس لیئے یہ سب سے خطرناک جُرم ہے۔ نہ بخشنے سے مراد کیا ہے؟ صرف یہ کہ ضروری ہے کہ انسان اس جُرم کی سزا پائے۔ اس کے سوا جتنے گناہ ہیں اُن کو خدا چاہے تو بغیر سزا دیئے معاف کر دے لیکن شرک کی سزا ضرور ملتی ہے۔ ہاں یہ حکم لگانا۔ کہ وہ سزا کتنی بڑی ہوتی ہے۔ ہمارا کام نہیں۔ لیکن چونکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ سزا کی اصل غرض انسان کو ان الائشوں سے پاک کرنا ہے۔ جو خود اُس نے اپنے ہاتھ سے اپنے اندر پیدا کرلی ہیں۔ اس لیئے ہم یہ مانتے ہیں کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو وہ سزا بھی اُٹھ جاتی ہے اگر ایک مُسلمان کی شرک کی سزا کبھی ختم ہو[illegible] تو ایک غیر مسلم کے شرک کی سزا بھی منقطع ہو سکتی ہے۔ صرف مراتب میں ایک زیادہ خطرناک شرک میں گرفتار ہے۔ اور اُس کا شرک اُس کی توحید پر غالب ہے یہ ان لوگوں کی حالت ہے جو خدا کے ساتھ اعتقاداً شریک مانتے ہیں۔ جیسے بُت پرست مسیح پرست کیونکہ اُن کے عقیدہ کی بُنیاد ہی شرک پر ہے۔ اور ایک وہ ہیں جن کے اعتقاد کی بنا تو توحید الٰہی پر ہے مگر غلطی میں پڑ کر وہ قبروں یا پیروں سے اپنی حاجات مانگتے ہیں یا اُن کو ایسا مرتبہ دیتے ہیں کہ عملاً وہ خدا کے احکام کی پروا اپنے پیروں کے احکام کے خلاف نہیں کرتے۔ اُن کی چونکہ بُنیاد درست ہے اس لیئے اُن کا شرک اس خطرناک حد تک نہیں پہنچتا جیسے پہلوں کا۔ آریہ سماج کا شرک بھی قسم اول میں ہی آتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی صفات میں دو اور چیزوں کو کامل طور پہ شریک مانتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ چونکہ اپنی اصلاح اسی زندگی میں کر لیتا ہے اس لیئے اس کا گناہ خواہ شرک بھی ہو معاف ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی اصلاح کر لے۔ اس آیت کا مطلب صرف اِس قدر ہے کہ کسی گناہ پر بغیر توبہ یعنی رجوع کے انسان مر جائے تو اگر وہ گناہ شرک ہے تو اُس کی سزا ضرور پائے گا۔ دُوسرے گناہوں کو خدا چاہے تو بالکل بخشدے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے۔ من قال لا الہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ یہ حدیث گویا درحقیقت اِس آیت کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کی تفسیر ہے گویا جس طرح شرک ساری بیماریوں اور بدیوں کی جڑ ہے۔ توحید الٰہی کا قبول کرنا ساری نیکیوں کا

سرچشمہ ہے۔ پس لا الہ الا اللہ کہنے سے مراد یہی ہے کہ توحید الٰہی کو قبول کرے۔ اور صرف مُنہ سے نہیں بلکہ عملاً بھی توحید الٰہی پر مضبوط ہو جائے۔

عملی طور پر توحید الٰہی کو اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان کے تمام جوارح اور اُسکی تمام طاقتیں ایک خدا کی خدمت میں لگ جائیں۔ اور غیر اللہ کا خوف یا غیر اللہ کی حقیقی عظمت و محبت اُس کے دل میں باقی نہ رہے۔ اصل محرک ہر امر میں صرف خوف الٰہی یا محبت الٰہی ہو اور جو کام انسان کرے محض اللہ کی رضا کے لیئے کرے۔ اور جس کام سے بچے محض اللہ کے خوف سے بچے۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے جہاں فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ یعنی دُنیا میں لوگ طرح طرح کے اغراض سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر مومن وہ ہے جس کی محبت اللہ کے لیئے ان تمام محبتوں پر فائق ہو اور اُسکی محبت کے سامنے تمام محبتوں کو قربان کرنیکے لیئے تیار ہو۔ اور دُوسری جگہ رسُولوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔ صرف ایک خدا کا خوف رکھتے ہیں اور اللہ کے سوائے کسی کا خوف نہیں رکھتے۔ پس عملی طور پر شرک سے اجتناب یہی چاہتا ہے کہ انسان اپنے قلب کے اندر ایسی حالت پیدا کرے کہ دُنیا میں کسی چیز کی محبت اُس کے دل پر حکمرانی کرنے والی نہ ہو سوائے خدا کی محبت اور کسی چیز کا خوف اسے بے قرار کرنے والا نہ ہو سوائے خوف الٰہی کے۔ جب انسان اس مقام پر پُہنچ جائے تو وہ تمام گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ گناہ کا محرک یا کسی چیز کا خوف اور یا کسی چیز کی محبت ہوتی ہے۔ مثلاً بُہت سے لوگ ہیں کہ بعض قسم کے خوف کی وجہ سے بعض گناہوں سے وہ بچے رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ انسان کی زندگی میں ایسے موقعے بھی آتے ہیں کہ اُسوقت وہ خوف باقی نہیں رہتا۔ اس لیئے اُسوقت اس گناہ سے بچانیوالی کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی۔ لیکن خدا کا خوف یا خدا کی محبت وُہ چیز ہے جو تنہائی کی کوٹھری میں بھی انسان کے ساتھ رہتی ہے محبت اور خوف الٰہی جب دِل پر غالب ہوتے ہیں تو سارے قوی کو اعتدال پر لے آتے ہیں اور اُنکی حکومت انسان کے دِل پر مستقل ہوتی ہے۔ پس حقیقی موحد کامل طور پر شرک سے بیزار وہی انسان ہوتا ہے۔ جسکے دل پر خدا کی محبت اِسقدر غالب ہو کہ اُسکے سامنے وہ ساری محبتوں کو قربان کر دے اور جسکے دِل میں خدا کا خوف اسقدر غالب ہو کہ اُسکے سامنے تمام خوف ہیچ معلوم ہوں۔ اسی مقام پر اسلام انسان کو پُہنچانا چاہتا ہے پس قرآن کریم کی تعلیم کی علت غائی اور اُسکا انتہائی مقصد ہے۔ ایسا انسان خدا کے ماتحت ہو کر کل چیزوں پر حکمران ہوتا ہے۔ اور اسی لیئے وہ خلیفۃ اللہ کہلانیکا مستحق ہو جاتا ہے +

اگر

آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہوں تو **لال شربت** پلاویں۔ کلیجہ کی کمزوری وکھانسی ولاغری کو دُور کرنا چاہتے ہو تو **لال شربت** پلاؤ۔ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا ایکسان فایدہ کرتی ہے۔ پینے میں شیرین اور رنگ سُرخ ہونے کی وجہ سے بچے خواہش سے پیتے ہیں ✤ آپ بھی اپنے بچوّں کو استعمال کرا کے آزمائش کر لیجیئے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصولڈاک ۴؍

قوت کی گولیاں

۳۱۔ برس سے تمام ہندوستان بھر میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اٹیکنیا ڈامینا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ اس لیئے مغز۔ ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص عوی رکھتی ہیں۔ ان کے استعمال سے اوّل ہی روز سے فایدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پُررونق۔ جوانی ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت تیس ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک پانچ آنے دیکھیئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں۔ ہمنے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تیس ۳۰ گولیاں منگائیں اس کے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے سنہ ۳۰ روپیہ رکھنی چاہیئے تھی ✤

طاقت بڑہانیوالا پھل

کولا ٹانک افریقہ کا ایک نہایت طاقت دینے والا پھل ہے۔ زیادہ فکر یا محنت کی وجہ یا غم و بیماری یا بسبب تبدیلی آب و ہوا بدن کمزور ہو گیا ہو تو اس کو استعمال کیجیئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ دم کو بڑھاتا ہے۔ اس لیئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی۔ کُشتی کثرت۔ ناچ گانا۔ پڑھنا پڑھانا وغیرہ کاموں میں پہلے اس کو استعمال کرنے سے دم نہیں پھُولتا۔ ہول دل دھڑکن کو روکتا ہے۔ رات کو جاگنا ہو اس کو پی لیجیئے تکان نہیں ہوگا۔ یہ شراب اور افیون کی عادت کو چھُڑاتا ہے۔ مفصّل حالت کی فہرست بلا قیمت منگوا کر دیکھیئے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک پانچ آنہ کل ۱؍۵ ادویہ ہر جگہ دوکانداروں اور ڈاکٹروں یا دوافروشوں سے مِلسکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت اسٹریٹ نمبر ۵ و ۶۔ کلکتہ

کتاب غسل مصفےٰ } مہدی اور مسیح علیہ السلام کی آمد کی نسبت پوری پوری اور کامل تحقیقات اور سیر کن بحث اگر دیکھنی ہو تو غسل مصفےٰ منگا کر لُطف اُٹھاؤ۔ کوئی حدیث اور آثار نہیں ہے جو اُس میں لائق مصنّف نے ذکر کرکے اس میں تمام مباحث کا فیصلہ نہ کیا ہو۔ "مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطّار بگوید" مجلّد ہر دو حصّہ قیمت چھ روپے (۶؍) غیر مجلّد ہر دو حصّہ قیمت چار روپے آٹھ آنے (۴؍۸) ✤ ملنے کا پتہ :- **اشاعت اسلام دفتر لاہور**

ست سلاجیت یا مومیائی مقوی اعصاب ہے

معدہ و دیگر اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے بدن میں چستی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی دماغی کام کرنے والوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکسیر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ تبت و گلگت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگوا کر ست تیار کیا جاتا ہے۔ درد کمر۔ زکام۔ ریزش۔ کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کے لیئے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن ضعیف بچے بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں قیمت فی تولہ جو قریباً تین ماہ کیلئے کافی ہے ایکروپیہ (عہ)

نوٹ:۔ قیمت واپس اگر خالص نہ ہو تو +

ترکیب استعمال:۔ صبح یا شام دودھ کے ساتھ ایک رتی یا ڈیڑھ رتی۔ پرہیز کچھ نہیں +

المشتہر

کارخانہ ست سلاجیت عزیز منزل نو لکھا لاہور

خضاب ہاشمی

یہ وہ بے مثل روغن خضاب ہے جو بغیر کسی قسم کی زحمت تکلیف اور اسراف وقت کے سفید بگلے جیسے بالوں کو چند منٹ میں سیاہ بھنور کر دیتا ہے اور اصلی و مصنوعی بالوں میں تمیز نہیں ہو سکتی +

یہی وجہ ہے کہ امرا و رؤسا۔ تجار۔ حرفت پیشہ اور ملازمین سب اس کو یکساں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دن بدن یہ خضاب مقبول و دلپسند ہو رہا ہے مثل بازاری اشتہاروں کے یاوہ گوئی ہمارا شعار نہیں اطمینان کیلئے اس سے بہتر ضمانت کیا ہو سکتی ہے کہ ایک دفعہ بغرض آزمائش منگائیے۔ اگر حسب اشتہار ثابت نہ ہو تو بلا عذر قیمت منگا لیجیئے۔ قیمت فی بکس ایکروپیہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ سوداگروں کیلئے خاص رعایت

المشتہر

ایس تفضل حسین اینڈ کمپنی پروپرائٹرز جنٹس مرامام باڑہ روڈ پوسٹ بمبئی نمبر ۹

اشتہار واجب الاظہار

بے مثل بے نظیر ہمارا خضاب ہے
گویا جہاں میں آپ یہ اپنا جواب ہے

شائقین کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارا خضاب مدت مدید سے جسکا دورہ تمام ہندوستان اور برہما وغیرہ تک جاری ہے اور ناظرین خوب ہی جانتے ہیں کہ اصل سند ہماری یہ ہے۔ کہ اگر ایسا نہ ہو قیمت واپس زیادہ لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ خضاب تیل کی قسم سے ہے۔ ایک مرتبہ استعمال کرنے سے معلوم ہوگا پانچ منٹ میں بحکم خداوند تعالیٰ بال اصلی صورت پر ملائم اور چمکدار ہو جاتے ہیں جلد پر داغ نہیں لگتا۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک فی بکس (عہ) اور زیادہ کے خریدار کو فی درجن ۹ لعہ زرد خرچہ بذمہ خریدار صرف ایکدفعہ کی آزمائش شرط ہے +

نوٹ:۔ پتہ نہایت صاف معہ ڈاکخانہ ضلع وغیرہ کے خوشخط لکھیں

المشتہران حکیم محمد حسین حکیم سید احمد شاہ بخاری کھنڈی بازار۔ بیرمین۔ پوسٹ نمبر ۹۔ بمبئی +

اینٹی ڈرماٹس

تمام جلدی بیماریوں کے لیئے بے بُو اور بے ضرر دوائی ہے اس کے بیرونی استعمال سے بھگندر پھوڑا پھنسی پھوڑا داد چنبل۔ شرخ باد کسی تیز دھار والے آلہ کا زخم۔ ہاتھ ہتھیلی۔ گرٹھ ناسور۔ خارش دانتوں سے خون بہنا۔ ہونٹ کا پک جانا۔ دانتوں کو ماسخورہ لگ جانا وغیرہ وغیرہ غرضکہ کسی کام کا اور کیسا ہی پرانہ زخم کیوں نہ ہو جس سے کل دنیا کے ڈاکٹر مایوس ہو چکے ہوں علاج ہفتوں یا مہینوں نہیں کرنا پڑتا ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف ایکدفعہ لگانے سے ہی زخم نصف کے قریب شرطیہ اچھا ہو جائیگا۔ ہمراہ ترکیب ارسال خدمت ہوگا +

قیمت فی بکس ایکروپیہ (عہ) محصول ڈاک ۴ر نمونہ ۴ر

اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد سرٹیفکیٹ ہیں۔

المشتہر

ٹی ڈرما اینڈ کو۔ وزیر آباد

بیسویں صدی کی بہترین ایجاد

آلہ سیر عالم

آلہ سیر عالم کو سرہانے کے نیچے رکھ کر سونیسے انسان کی رُوح جسم سے باہر نکلکر عالم بالا میں پرواز کرتی ہے تم سونیسے پہلے سیر عالم سے کہدو اور تمھیں حسب منشا، مکہ معظمہ یا مدینہ شریف کی سیر کھادیگا اور تمھیں ایسا معلوم ہوگا۔ کہ گویا ہوا میں اڑتے اڑتے وہاں کی سیر کر رہے ہو۔ اور جسم تمہارا گھر میں چارپائی پہ پڑا ہے۔ ان مزیدار روحانی سیروں سے تمکو ایسی خوشی حاصل ہوگی کہ دُنیا بھر کی خوشیوں کو اسکے مقابل میں ہیچ و پوچ خیال کروگے اور سارے جہان کا آزاد بادشاہ آپنے آپ کو تصور کروگے + **مزید برآں** سیر عالم کے خریدار کو علم مسمریزم مفت سکھایا جاتا ہے

"کورس نمبر اول کی تفصیل": پانی پر دم کر کے کل بیماریوں کے علاج بلا دوا کسی کو خط کے ذریعہ سے جو بذریعہ ڈاک اسکے پاس بھیجا جائے متاثر کر کے اپنا ہم خیال بنانا۔ جادو کی انگوٹھی اور کراماتی آلہ بنانا۔ یہ وہی آلہ ہے جسے ایک شخص چند پیسے لگا کر روپوں کے مول بیچتا ہے۔ اسکے بنانیکی ترکیب بھی ظاہر کردیگئی ہے۔ معمول کیا خود اپنے آپکو روشن ضمیر بنا کر عالم ارواح کا حال معلوم کرنا کھائی ہوئی چیز کو بتا دینا۔ یہ بتلانا کہ فلاں شخص اسوقت فلاں کام کر رہا ہے۔ حالت روشن ضمیری میں مزمنہ امراض کے علاج تجویز کرنا۔ مُردوں سے ملاقات گھر بیٹھے دُور دراز ملکوں کی سیریں۔ اپنی موت کا حال چھ ماہ پہلے سے معلوم کرنا۔ حاکم یا افسر کو اپنے اوپر مہربان بنانا + "کورس نمبر دوم کی تفصیل"۔ انہد شبد دائرہ بھرنا۔ آسمانی رُوحوں سے بات چیت جسم لطیف کے ذریعہ سے ہوا میں پرواز کرنا۔ دم کشی علم تسخیر اسم اعظم علم النفس کے ذریعہ سے گذشتہ و آئندہ کے حالات معلوم کرنا۔ ہر قسم کی پیشگوئی کہنا وغیرہ تعلیم۔ چھپے ہوئے اسباق نہایت ہی آسان ہیں مبتدی کو ہر روز دس پندرہ ۱۵ منٹ معمول محنت کرنی پڑتی ہے۔ جیسے کسی عام فہم کتاب کا مطالعہ کر لیا یا اسباق کو دیکھ لیا۔ بات ایک ہی ہے یہ سچ ہے کہ ہمارا سکھانیکا طریقہ دُنیا بھر کے عاملوں سے نرالا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں شاگرد کامیاب ہو چکے ہیں اور سینکڑوں سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں + **مزید واقفیت** کے لیئے آدھ آنہ کا ٹکٹ یا بیرنگ کی اجازت آنی چاہیئے۔

مزید خبریں

فورچون ٹیلر۔ ایک آلہ حضرت صوفی صاحب کی نئی ایجاد ہے جو ہر قسم کی پیشگوئی کر دیتا ہے اور ہر ایک سوال کا صحیح جواب پنسل سے لکھ دیتا ہے۔ مزید لطف دیکھیئے کہ اس کا عامل بننے کے لیئے کسی مشق کی ضرورت نہیں۔ چند ہی منٹ میں آپ یا آپکا کوئی دوست ہر ایک سوال کا جواب لینے لگے گا + **آفٹر دی ڈیتھ**۔ یہ بھی ایک آلہ ہے اس کے ذریعہ سے شاگرد لوگ اپنے مرحوم رشتہ داروں کی روحوں سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ رسالہ ریویو آف ریویوز کے اڈیٹر مسٹر ڈبلیو اسٹیڈ آنجہانی آف لنڈن کیا کرتے تھے۔ حلفیہ تحریر آلینے پر کہ ان ہر دو آلات کو ذریعہ معاش نہ بنایا جائیگا شاگرد لوگوں کو ان کے بنانیکا طریقہ مفت سکھایا جاتا ہے۔ مزید واقفیت کے لیئے پتہ خوشخط لکھو +

راقم

رُوح معلّم (درسگاہ علوم روحانی) دی مسمریزم ہاؤس بکس نمبر ۲۳ لاہور

جگ سُدھار

ناظرین! یہ وہ دوا ہے جس کو ڈاکٹر ایس کے۔ ایم عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ سول سرجن و سابق سٹیٹ سرجن ریاست بھوپال نے بڑی محنت اور جانفشانی سے تیار کی تھی جس نے ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مریضوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ یہ کل امراض جو عام طور پر بچوں جوانوں۔ بوڑھوں کو ہوتی ہیں۔ مثلاً کھانسی۔ بخار۔ ہیضہ۔ زکام۔ پیچش۔ امراض چشم۔ درد پیٹ۔ بواسیر۔ مرگی وغیرہ وغیرہ کے لیئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ نمونہ صرف چھ آنے علاوہ محصول ڈاک +

جگ سُدھار ہیئر آئل

یہ تیل بے بہا خوشبو میں اپنا آپ نظیر ہے۔ نہایت ہی مفرح اور فرحت بخش ہے۔ آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتا ہے۔ دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ ضرور استعمال کریں۔ قیمت صرف ۸ر علاوہ محصول ڈاک

المشتھر منیجر کارخانہ جگ سُدھار۔ لاہور

تحفہ نایاب

بے اولاد صاحب اولاد کس طرح ہو سکتے ہیں

نحیف بیمار اچھے اچھے اور تندرست مفلس دولتمند بے اولاد صاحب اولاد کس طرح ہو سکتے ہیں

تحفہ درویش عرف گدڑ میں لعل

یہ کتاب بعد تجربہ کے شائع کی گئی ہے۔ جس کے پڑھنے اور عمل کرنے سے کوئی بدقسمت ہی ہوگا جو فائدہ نہ اٹھائے گا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقصدوں میں کامیاب نہ ہو۔ زیادہ لکھنا فضول ہے۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸ر) علاوہ محصول ڈاک +

بوڑھوں کو خوشخبری۔ یہ **خضاب** ہم نے بڑی محنت اور زر کثیر خرچ کر کے تیار کیا ہے یہ تیل کی مانند ہے۔ اور استعمال بھی تیل کی مانند کرتے ہیں۔ باندھنا بالکل نہیں پڑتا۔ جلد پر کسی قسم کا داغ نہیں آتا۔ میرے دوستوں اور عزیزوں نے اسے استعمال کیا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک + ملنے کا پتہ:۔ محمد غیاث الدین بانس منڈی انارکلی لاہور

ایک عجیب روحانی نسخہ شفا

یعنی

قرآن مجید کا ایک نہایت ہی دلچسپ منظوم اردو ترجمہ

بطرز مثنوی شریف مولانا روم رح مطابق سلسلہ ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ بالکل صحیح بحت اللفظ معہ آیات متن۔ بامحاورہ صاف و آسان خصوصاً مسلمان بچوں بچیوں کے لیئے ازحد مفید ہے

ھدیہ فی پارہ صرف (۴ر)

ملنے کا پتہ

مہتمم دار الشفا روحانی

اعوان منزل لاہور

موچی دروازہ

روزنامہ

نئی روشنی الہ آباد

جو چند روز سے صوبۂ متحدہ کے صدر مقام الہ آباد سے بڑی آب و تاب کے ساتھ ۱۸×۲۲ سائز کے چھ بڑے صفحوں پر روزانہ شائع ہو رہا ہے۔ اپنی خوبیوں کی بدولت ضرور اس قابل ہے کہ ہر خواندہ شخص اس کو اپنے نام جاری کرالے۔ اس کے قابل اڈیٹوریل اسٹاف نے اسکو حقیقی ملک و قوم کا خدمتگذار ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ ہر ایک سیاسی معاملہ پر نہایت آزادانہ مگر مؤدبانہ طریقہ پر خامہ فرسائی کے ساتھ جملہ اخباری اغراض و مقاصد پورے کیئے جاتے ہیں باوجود پرنٹنگ سامان کی موجودہ گرانی کے ہمنے اس کے جدید خریداروں کے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ جو صاحب کم سے کم ایک سہ ماہی کے واسطے پیشگی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجکر خریدار ہونے کی درخواست کریں گے تو اُن کو ایک کتاب موسوم بہ "ارض تاج" نذر کی جائے گی۔ شرح چندہ یہ ہے سالانہ ۱۲ؔ۔ ششماہی ۶ؔ۔ سہ ماہی ۳ؔ۔ ماہواری ۱ؔ۔ فی پرچہ ۱؎

"ارض تاج" میں آگرہ کی عمارات اور آگرہ کے مسلمانوں کے حالات معہ چند دیگر قومی مضامین کے درج ہیں مصنف کتاب منشی واحد یار خان صاحب بی۔ اے اکبر آبادی اڈیٹر روزنامہ "نئی روشنی" نے اپنے زبردست قلم سے اسکو نہایت دلچسپ۔ قابل دید بناکر پبلک کی معلومات میں گونہ اضافہ کردیا کاغذ ولائتی چکنا چھپائی نہایت اعلےٰ حجم ۱۶۴ صفحات۔ ٹائیٹل پیج رنگین ہے +

المشتہر

منیجر روزنامہ "نئی روشنی" الہ آباد۔ ۱۸ نئی بستی

"پیام اُمید"

ترقی کی منزل میں ہمارے قافلہ کی بانگِ جرس۔ نہیں نہیں مردوں کو زندۂ جاوید بنانے والی صورِ صدا فیل کسی صدرے بازگشت۔ دردِ لا دوا کی دوا۔ مایوسانِ حیات کا آبِ بقا اور مردہ دلوں کا مسیحا۔ ہماری قومی زندہ دلی کی جان اور ترقی کی رُوحِ رواں۔ قومی اور ملکی اتحاد کا بانی لکھنوی زبان اور اعلےٰ لٹریچر میں لاثانی یعنی ماہوار علمی ادبی اخلاقی تمدنی رسالہ جو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی۔ بڑی آن بان اور آب و تاب سے شہرت کی ہواؤں پر بلند ہوتا ہوا۔ ترقی کے شہیدوں کی جنبش سے ایک سُریلا نغمہ سُناتا ہوا "اُٹھو اُٹھو اور آگے بڑھو" ترنم خیز زمزمہ سے سونے چاندی کے پھول برساتا ہوا نکل رہا ہے۔ اور جس کا مخاطب ہمارے ملک کا تعلیمیافتہ اور روشن خیال طبقہ ہے۔ کیا آپ ہی نے آج تک اُسکی جھلک نہیں دیکھی! اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم ایک زندہ قوم بن کر ترقی کی معراج حاصل کرے تو اُمید کا پیام سُنیئے۔ اور اُس کی صدا ہر کان میں پہنچانے کی راہ تلاش کیجیئے۔ نمونہ کا پرچہ مُفت ملتا ہے۔ دفتر "پیام امید" ایٹہ یو پی سے آج ہی منگوائیے۔ دیکھیئے دیر نہ کیجیئے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ قیمت سالانہ تین روپے ششماہی ڈیڑھ روپیہ معہ محصولڈاک +

المشتہر۔ ہاتفِ غیب کا پرائیویٹ سیکرٹری۔

(امرت پرواہ)

آبحیات خضری

یہ وہ عجیب و غریب چیز ہے جس کو ہندوستانی وید آیورکے مطابق کایا پلٹ اور عرب والے الکسیر البدن اور اطباء اپنی اصطلاح میں اکسیر اعظم کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم و حال کے تمام اطباء کا تجربہ ہے کہ ہر ایک جڑی بوٹی میں روح مثل ایک غلاف میں لپٹی ہوتی ہے اگر ان کا کوئی ماہر اس غلاف کو الگ کر کے روح الگ کر سکے۔ تو وہ روح جس مرض میں بھی دیا جائے۔ خواہ وہ مرض کیسا ہی پرانا اور لا علاج کیوں نہ ہو لازمی طور پر دور ہو جانے گا۔ لیکن ایسی اکسیر البدن دوائیں ہر آدمی کو معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ خدائے تعالےٰ کی جس پر عنایت ہو اسی کو اس راز کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہزاروں آدمی روح حاصل کرنے کے تجربہ میں سخت غلطیاں کھاتے ہیں۔ ہم نے خدائے تعالےٰ کی مہربانی سے نہایت کامیابی کے ساتھ جڑی بوٹیوں کے روح حاصل کر کے آب حیات خضری تیار کیا ہے۔ اس کا خاصہ ہے کہ اسکے استعمال سے مریض جسم میں داخل ہوتے ہی غالب ہو جاتا ہے۔ اور کہنہ امراض بھی اس سے بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔ اب تک یہ آب حیات خضری سے اقسام کے مختلف امراض میں تیر بہدف ثابت ہو چکا ہے +

تفصیل امراض } تپ دق۔ تپ محرقہ۔ تپ صفراوی۔ تپ صفراوی۔ تپ بسوت۔ سل۔ درد پہلو۔ نمونیا اور سوزش۔ ذات الجنب۔ طپش دل۔ ناسور۔ بدے کا زخم۔ درد کان۔ مسوڑھوں سے خون آنا پھوڑے۔ پھنسیاں۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ نقرس۔ قبض۔ چھپاکی۔ پٹھوں کا اکڑاؤ۔ بواسیر۔ بھگندر۔ تالو کا سوراخ۔ درد کمر درد دانت۔ متلی۔ سقہ۔ زخموں میں کیڑے پڑنا۔ کثرت پیاس۔ تشنج۔ بے خوابی۔ کھانسی تر و خشک۔ کرم شکم۔ چھوتے ورم جگر۔ ورم پستان۔ ورم طحال۔ درد دل۔ درد سر۔ درد پیٹ۔ آگ سے جلنا۔ درد گردہ۔ امراض حیوانات بلکہ نباتات کے لئے بھی مفید ہے۔ سانپ بچھو۔ بھڑ کا ڈنگ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ مندرجہ بالا امراض کے لئے علاوہ انسان کے سر تا پا امراض کے دفعیہ کے لئے یہ آب حیات خضری اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں +

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) تین شیشی (عہ) چھ شیشی پانچ روپے (صہ) درجن شیشی (عہ)

تصدیق

درد دانت ... ناسور ... بخار ... درد سر ... آبحیات ...

ملنے کا پتہ — مشہور شفاخانہ یونانی حکیم و ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما لاہور (موچی دروازہ)

اب بھی جو اندھا رہے وہ اپنا قصور سمجھے

کیونکہ ڈاکٹروں حکیموں اور عوام کی بیشمار سندات سے ثابت ہو چکا ہے کہ

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالے جواہر نور العین کا

بیس روپیہ ماشہ والا خالص ممیرہ بھی مقابلہ نہیں کر سکتا

اور مختلف قسم کے ممیرہ اور جواہرات کے سرمہ کی تو اسکے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اسکی ایک ہی سلائی سے اسیوقت نظر دوگنی۔ دھندو دور۔ رتوندھی دو دن میں معدوم۔ اور ککرے۔ پھولہ۔ ناخنہ۔ پڑبال۔ موتیا بند اور ہر قسم کا اندھاپن ایک ہفتہ میں دفع ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے اور عمل جراحی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت فی ماشہ درجہ خاص عنہ۔ درجہ اعلیٰ للو۔ درجہ اول ہ

بیشمار سندات میں سے صرف چند کی مختصر نقل

چار ماہ کی اندھی آنکھ کی نظر بحال

ہو گئی۔ جناب حکیم مسیح اللہ خاں صاحب افز ماکی ضلع پشاور محررہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء۔ وہ مریضہ جسکی دونوں آنکھوں کی نظر موتیا بند کے سبب سے چار ماہ سے بالکل بند تھی آپ کے جواہر نور العین کے استعمال سے ۸ روز ہوئے ہیں کہ اب ۱۵ قدم کے فاصلے سے دیکھ سکتی ہے اس بوجہ مریضہ کی صحتیابی پر میں آپ کی حسن لیاقت اور جواہر نور العین کی خوبی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ جو جو دعائیں آپکو دی جاتی ہیں میری قلم میں طاقت نہیں کہ تحریر کر سکے ❖

پھولہ چشم کو فائدہ ہوا

جناب سردار خاں صاحب انسپکٹر پولیس خان پور محررہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۵ء میری آنکھ میں عرصہ دو سال سے سفیدی ہو گئی تھی۔ ڈاکٹروں سے ہر چند علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے جواہر نور العین سے مجھے فائدہ ہوا ہے

جواہر نور العین کی تعریف سے

میری زبان قاصر ہے۔ جناب سید علی احمد صاحب پولیس سرکل انسپکٹر مومن آباد حیدرآباد دکن محررہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء۔ آپ کا عطیہ جواہر نور العین صرف ہو گیا۔ حقیقت میں جیسا آپنے مشتہر کیا ہے اس سے بڑھکر دیکھا گیا۔ اس کی تعریف سے میری زبان قاصر ہے۔ ایک شیشی فوراً بھیجدیں۔

جواہر نور العین سے ۲۵ برس کی بند آنکھ

کھل گئی۔ جناب لالہ رام صاحب زمیندار مسوز پور ضلع کانپور محررہ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۳ء لالہ دیدیال جسکی عمر ۵۵ سال ہے اس کی آنکھیں تیس سال سے پڑبال سے بند تھیں۔ لکھنؤ کے ڈاکٹر صاحب سے اپریشن کرایا۔ مگر کچھ عرصہ بعد پڑبال پھر پیدا ہو گئے۔ بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے جواہر نور العین نمبر ۵ درجہ اعلیٰ کے استعمال سے پڑبال دور ہو گئے۔ اور آنکھیں جو پچیس سال سے بند تھیں کھل گئیں ❖

ایک سال کی بند آنکھ کی نظر بحال

ہو گئی۔ جناب عبد العزیز صاحب گرداور قانونگو اسکردو ریاست کشمیر ۱۴ جون ۱۹۱۵ء۔ وہ مریضہ جسکی نظر ایک سال سے بند تھی آپ کے جواہر نور العین سے کہ جس میں مسیحائی اثر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آنکھیں بالکل پہلی حالت پر روشن ہو گئیں۔ جواہر نور العین کے اثر کو دیکھکر میرے احباب و آشنا حیران ہو رہے ہیں

جواہر نور العین سے پھولہ دور ہو گیا

مسٹر رستم جی [illegible] مرچنٹ وارنگل حیدرآباد دکن۔ محررہ ۷ دسمبر ۱۹۱۴ء جواہر نور العین کے [illegible] جو اس نے لڑکی کی آنکھ کا پھولہ رفع کرنے میں دکھائے ہیں میں آپ کا شکریہ لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا ❖

پندرہ سال رتوندھی دور ہو گئی

جناب خواجہ صدر الدین کرم دین صاحب منشور [illegible] راولپنڈی ۱۰ دسمبر ۱۹۱۴ء مجھے پندرہ سال سے شبکوری کا مرض تھا۔ سات سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا۔ مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین کے استعمال سے مجھے دس دن میں بکلی پورا پورا آرام ہو گیا۔ اس کی صحت یابی کے شکریہ میں مبلغ یک صد روپیہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا ❖

اپریشن سے جو ککرے اچھے نہ ہو سکے تھے

وہ جواہر نور العین سے دور ہو گئے
عبد الرحیم صاحب دوکاندار انار کلی لاہور محررہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء میرے [illegible] کی آنکھوں میں ڈیڑھ سال سے ککرے تھے۔ شہر کے ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کرایا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر لاہور کے میو ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے اپریشن کیا۔ اور ایک ماہ تک ہسپتال میں رہنے سے آرام ہو گیا۔ جب گھر آیا تو تھوڑے دن کے بعد پھر تکلیف ہونے لگی۔ تب تحصیل [illegible] [illegible] کے پاس گیا [illegible] [illegible]

پتہ:۔ ڈاکٹر الہی بخش سابق میڈیکل افسر [illegible]

نظام المشائخ

رُوحانی تسلّی و تسکین کا ماہوار پیام

مذہب اخلاق اور تصوّف کے مضامین کا بہترین مجموعہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی اور ملّا محمد الواحدی کی ایڈیٹری میں ۸ سال سے نکل رہا ہے۔ اور بے انتہا شوق و دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے صُوفیانہ رزم و بزم کے جلوے دیکھنے ہوں سینکڑوں برس گذشتہ کی کیفیت کا مشاہدہ کرنا ہو تو اس رسالہ کو پڑھیئے۔ چندہ سالانہ عمدہ سفید کاغذ پر دو روپے آٹھ آنے (عہ۸) رنگین کاغذ پر ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۸) ششماہی عہ و ۱۴ر علے الترتیب نمونہ مفت۔ المشتہر منیجر نظام المشائخ دہلی۔

خطیب

ہفتہ وار دینی و علمی رسالہ ہے

ظاہری و معنوی اعتبار سے ہندوستان بھر میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے مضامین اب اکثر اسی میں چھپتے ہیں۔ آپ نے اب تک نہ دیکھا ہو تو نمونہ مُفت منگا کر دیکھیئے۔ باوجود غیر معمولی خوبیوں کے چندہ بہت کم یعنی سالانہ عہ ششماہی عہ سہ ماہی ۱۳ر تاکہ غریب سے غریب شخص بھی اس سے فائدہ اُٹھائے۔ چونکہ کاغذ مہنگا ہو رہا ہے خطیب کے چندہ بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ اِس لیئے آپ اسے جس قدر جلد جاری کرالیں گے اچھّا ہوگا۔ المشتہر۔ منیجر خطیب دہلی۔

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ

حضرت مولٰینا مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کے وجود باجود سے علمی و مذہبی دُنیا بخوبی واقف ہے۔ آپ نے حال ہی میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اردو خوان پبلک بالخصوص مسلمان احباب کو مبارک ہو۔ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شرُوع کر دیا ہے جس کے تین حصّہ شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے حصّہ میں صرف پارۂ اوّل کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو نکات القرآن کے نام سے شائع ہؤا ہے سورہ بقرہ ختم کر دی گئی اور تیسرے میں سورہ النساء لکھی گئی ہے +

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ :۔ قیمت حصّہ اوّل فی جلد ۶ر اور حصّہ دوئم فی جلد ۱۶ر اور حصّہ سوئم فی جلد ۸ر

(نکات القران حصّہ چہارم زیر طبع ہے)

المشتہر

منیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس عزیز منزل۔ نولکھا لاہور

نام کتاب	نام قیمت
نغمۂ توحید - یہ نظم جناب میر ناظم حسین صاحب ناظم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے لیئے لکھی تھی .... امیر صاحب نے یہ نظم نہایت عمدگی سے ادا کی ہے اور اپنی قابلیت اور طبع آزمائی [illegible] شان دکھائی ہے - اور مضمون خوش بیان کی قیمت کو ریت کے مول بالکل تھوڑی ہے	۳/
دربار رسول مصنفہ خواجہ دل محمد صاحب ایم اے	۳/
[illegible] نماء " " پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور	(۱/)
[illegible] نور " " " " " "	(۲/)
[illegible] اقبال (نثر) مصنفہ ذلت بیضا پر ایک عمرانی نظر) یہ اصل لیکچر انگریزی زبان میں تھا - نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں اس کا اردو زبان [illegible] محاورہ ترجمہ نہایت قابلیت سے [illegible] ہوئی بیچر ایک اچھے پایہ کا لیکچر ہے جسکی تعریف بیان سے باہر ہے - قیمت صرف	(۴/)
رسول عربی ۸/ **[illegible] الرسول** ..	۵/
کفایت شعاری [illegible] **[illegible] نامہ** ..	۲/
گلدستہ نعت [illegible] **[illegible] کی کہانی** ..	۳/
علم کی دیوی	۸/
[illegible] نامہ [illegible] **ترتیب النساء**	۸/
حجاب النسوان [illegible] **اصلاح الرسوم**	۲/
لیکچر [illegible] [illegible]	
مجموعہ [illegible] [illegible] کی دیوی	

نام کتاب	نام قیمت
بیاض عید (حصہ اول) سابق و حال کے شاعروں کی بہت ہی مختلف عیدیاں جو وقتاً فوقتاً دستیاب ہوتی رہیں اُن سب کو ایک مجموعہ میں اس لیئے چھاپ دیا گیا ہے تاکہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو عید مبارک کے طور پر لکھنے میں آسانی ہو - آپ کو اس میں مذاق کے اشعار مل سکیں گے - ایک ہی مضمون پر مختلف شعرا کی طبع آزمائیوں کی بہار دیکھنا مقصود ہو تو بیاض عید سے تفریح طبع فرمائیے گا حسب مذاق اس میں دستی تصاویر حسب موقع چھاپ دی گئی ہیں - قیمت صرف چھ آنے	(۶/)
شمع محفل (حصہ اول) - یہ مجموعہ ہے اُن بے نظیر نعتوں کا جن کا ایک ایک شعر بیگانہ دل کو بھی وجد میں لے آئے - چوٹی کے شعروں سے لبالب ہے - بھرتی کا شعر ایک بھی نہیں - شعرائے سابق و حال کا مقبول اور منتخب کلام جمع کیا گیا ہے - دعویٰ ہے کہ ایسا مجموعہ کہیں نہ ملے گا - نعت خوان اصحاب دست خریداری بڑھائیں - اور اس شمع توصیف سے محفل تحبیب کو نورانی بنائیں - ہر حصے کی قیمت پانچ آنے ہوگی - دوسرے حصے بھی جلدی چھپیں گے - قیمت فی حصہ صرف ...	(۵/)
مجموعہ وظائف ۱۰/	۲/
سوانح عمری حضرت امام حسن و حسین - قیمت صرف ۱/	۳/

المشتہر

خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام بک ڈپو - عزیز منزل نولکھا لاہور

نوٹ - بریکٹ کے نشاں والی کتابیں - شریف بیگمات کے پڑھنے کی خاص کتابیں ہیں - جو عورتوں کو علم تہذیب سکھانے میں لاجواب ہیں +

شریف بیگمات کے پڑھنے کی خاص کتابیں

عورتوں کو علم اور تہذیب سکھانے میں یہ کتابیں لاجواب ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حورانِ جنت عرب کی بڑی بڑی عالمہ اور فاضلہ بیبیوں کے حالات قیمت ...	۴ر	**عقیلہ بیگم** - ایک کفایت شعار اور سمجھدار بی بی کی کہانی - قیمت صرف دو آنے	۲
جمیلہ خاتون - ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کا راہ راست پر لانا	۳ر	**رفیق مرزا** - تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیوں کا مقابلہ دیکھنے کے قابل - قیمت	۴ر
راہِ جنت با ایمان اور سچے مسلمان بننے کی خاص تعلیم - قیمت	۴ر	**ناصح مشفق** - نصیحت کے پورے ایک سو سچے موتی - قیمت	۲
گلدستۂ نعت - نامی گرامی شعرا کا تازہ اور پُرلطف نعتیہ کلام - قیمت	۴ر	**تاثیرِ صحبت** - نصیحت خیز اور پُردرد قصہ بُری صحبت سے بچنے کے لیئے - قیمت	
آدابُ النسوان - عورتوں کے لیئے خاص خاص آداب معاشرت کی باتیں قیمت	۵ر	**زنانہ خطوط** - بیگمات کو خط وکتابت سکھانے کے قواعد - قیمت	۲
دایہ - بچوں کے رکھ رکھاؤ کا طریقہ زچاؤں کی نگہداشت - قیمت	۶ر	**حالا**... ہے ...	۵ر
لاڈلا بیٹا - جاہل اور ناسمجھ ماں باپ اپنی اولاد کو کس طرح بگاڑتے ہیں قیمت	۲ر	زنانہ دستر... کی ... پانچویں ...	عہ

المشتہر منیجر اشاعت اسلام ... لاہور ...

خطبات غریبہ

مصنفہ جناب خواجہ ...

قیمت مجلد ۵ر علاوہ محصول ...

... خطبوں اور ... خطبات ... موسومہ بہ ... سلسلہ ... حقوق نسوان ... احباب ...

المشتہر خواجہ عبد ... منیجر اشاعت اسلام بلڈنگ ...

... یورپ ... قیام لندن ... انگلستان ... پڑھنے ... اسلام کی ... خطبات ... سلسلہ خطبات ... موسومہ بہ ... خطبات غریبہ ... فرمائیں

... لاہور